مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی

(بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

مکتبہ مسیح الامت

نمبر 84/ آرمسٹرانگ روڈ، بیدواڑی، بنگلور-۱ موبائل: 9036701512

فہرست مضامین

باسمہ تعالیٰ

عجز و نیاز بہ بارگاہ ربِ بے نیاز

(از: محمد شعیب اللہ خان ظرفیؔ)

درگاہ میں تیری میں حاضر ہوں فقیرانہ ہاتھوں کو پسارے میں آیا ہوں گدایانہ
اشکوں کی زباں سے میں کرتا ہوا شکرانہ احساسِ معاصی سے سر خم ہے پشیمانہ

شیطاں نے کیا مولیٰ اس قلب کو ویرانہ
آباد اسے کردے با نظرِ کریمانہ

مجھ سے ہے میرے مولا عصیان و خطا ہر دم پھر بھی ہے مگر تیری شفقت و عطا پیہم
بہتا ہے برابر یہ رحمت کا ترے قُلزَم ہے شرم کے مارے سر دربا میں میرا خم

اے کاش یہ ادنی سا منظور ہو نذرانہ
درگاہ میں تیری میں حاضر ہوں فقیرانہ

ہے پاس نہیں کچھ بھی طاعات کا سرمایہ انبار گناہوں کا سر پر میں اٹھا لایا
محتاج و گدا تیرا، ناکارہ و بے مایہ لیتے ہوئے یارب میں رحمت کا ترے سایہ

بخشش کا سوالی ہوں دے فضل کا پیمانہ
درگاہ میں تیری میں حاضر ہوں فقیرانہ

غفلت بھرے دل کو اب یادوں کی نوا دیدے تو ظلمتِ عصیاں میں توبہ کی ضیا دیدے
دل کو مرے دھو کر تو اب صدق و صفا دیدے محروم رضا کو پھر اپنی تو رضا دیدے

کردے مجھے مولا تو مخلوق سے بیگانہ
درگاہ میں تیری میں حاضر ہوں فقیرانہ

اس طور میں حاضر ہوں جذبوں میں طلاطم ہے ہیبت و جلالت سے بندہ ترا گم سُم ہے
جذبوں کے سمندر میں لفظوں کی صدا گم ہے اشکوں کی روانی میں خاموش تکلم ہے

مجھ کو تو عطا کردے اب سوزش پروانہ
درگاہ میں تیری میں حاضر ہوں فقیرانہ

ہے عرض شعیبؔ آقا اک سوزش پنہاں دے فیاض ازل تو ہی اپنا مجھے عرفاں دے
دل عشق سے بریاں دے آنکھیں مجھے گریاں دے اپنی تو زیارت کا اک شوقِ فراواں دے

کر درد محبت سے اپنا مجھے دیوانہ
درگاہ میں تیری میں حاضر ہوں فقیرانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہیدی گزارش

الحمدللہ کہ اللہ تعالی نے اسی سال ماہ مئی میں عمرہ کی سعادت بخشی تو مدینۃ النبی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام میں حاضری کے موقعہ پر روضۂ خضراء کے قریب بیٹھ کر یہ خیال پیدا ہوا کہ عمرہ کے متعلق ایک مختصر رسالہ تحریر کروں جس میں آسان پیرائے میں سنت نبوی کے مطابق عمرے کا طریقہ واحکام درج ہوں۔ اس خیال کے پیدا ہونے کا باعث اگر ایک جانب یہ تھا کہ اس مقدس بقعہ میں کوئی علمی کام مجھ حقیر سے ہو جائے تو یہ میرے لئے سعادت کی بات ہوگی تو دوسری جانب یہ بھی تھا کہ عموماً عمرے کے احکام ومسائل کے لئے حج پر لکھی ہوئی کتابوں کو دیکھنا پڑتا ہے اور خاص عمرے ہی کے عنوان پر کتابیں کم ملتی ہیں۔ لہذا صرف عمرے ہی کے متعلق ضروری احکام ومسائل اور اس کا طریقہ لکھا

جانا مناسب معلوم ہوا۔

احقر نے اسی خیال کو عملی جامہ پہناتے ہوئے یہ سطور بتاریخ: ۲۵ر جمادی الاولی ۱۴۳۱ھ ہجری مطابق ۱۰ر مئی ۲۰۱۰ء عیسوی بعد نماز عصر و مغرب دو نشستوں اور ۱۱ر مئی بعد عصر و مغرب کی دو نشستوں میں روضۂ اقدس کے قریب بیٹھ کر لکھیں۔ جو کتب پاس موجود تھیں ان کی مدد سے اور اپنے حافظہ میں موجود باتوں کو پیش نظر رکھ کر لکھتا گیا اور یہ بات دل میں تھی کہ بعض تشنہ امور کی تکمیل اور حوالوں کی تحقیق واپسی کے بعد مراجعت کر کے کردوں گا، لہذا بعض امور کی وضاحت و تکمیل اور حوالوں کی تحقیق بعد مراجعتِ کتب یہاں آنے کے بعد کردی۔ اس طرح الحمدللہ یہ مختصر رسالہ جوار نبوی میں بیٹھ کر لکھنے کی سعادت ملی۔

اور اس موقعہ پر جوار نبوی کی یہ عظیم برکت بھی ظاہر ہوئی کہ مختصر سے وقت میں اللہ تعالی نے اس کام کو کروادیا اور مزید یہ کہ احقر کو کئی سالوں سے گردن اور ہاتھ کے درد کی شدید تکلیف ہے جس کی وجہ سے

میں سال ہا سال سے لکھ نہیں پاتا اور اگر لکھتا ہوں تو دو چار منٹ ہی کے بعد انتہائی شدید تکلیف کی وجہ سے بے قابو ہو جاتا اور لامحالہ تحریری کام کو بند کر دیتا ہوں، لیکن اس جگہ میں مسلسل یہ رسالہ وہیں بیٹھ کر لکھتا رہا، مگر کوئی کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ وللہ الحمد علی ذلک۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالی اس مختصر رسالے کو اپنے دربار عالی اقدار میں اور اپنے نبی محبوب کے دربار گہر بار میں مقبول بنائے اور زائرین حرم کے لئے اس کو مشعل راہ بنائے اور میری نجات کا وسیلہ و ذریعہ فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

۲۱/شوال/۱۴۳۱ھجری

مطابق: یکم اکتوبر/۲۰۱۰عیسوی

محمد شعیب اللہ خان

مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور

عمرہ

عمرہ کی فضیلت

عمرہ ایک بہت عظیم الشان عبادت ہے، اس کی فضیلت میں حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَفْدُ اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ: الغَازِي وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ" (اللہ کے مہمان تین ہیں: ایک غازی دوسرا حاجی اور تیسرا عمرہ کرنے والا)

(سنن النسائی: ۲۶۲۵، سنن بیہقی: ۲۶۵/۵)

ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ: اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ، إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ وَإِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَلَهُمْ" (حاجی وعمرہ

کرنے والے لوگ اللہ کے مہمان ہیں، اگر وہ اس سے مانگیں تو اللہ ان کی دعاء قبول کرتا ہے اور اگر گناہوں سے معافی چاہیں تو ان کو معاف کر دیتا ہے) (سنن ابن ماجہ: ۲۸۹۲، سنن بیہقی: ۲۶۲/۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "مَنْ أَتٰى هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ" (جو شخص اس اللہ کے گھر یعنی کعبہ میں حاضر ہوا پھر نہ کوئی بے حیائی کی بات کی اور نہ کوئی گناہ کا کام کیا تو وہ اس طرح واپس ہوگا جیسے اس کی ماں نے جنا ہو یعنی اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا)

(مسلم: ۳۳۵۷، سنن کبری بیہقی: ۲۶۲/۵)

ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: "اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ"

(عمرہ دوسرے عمرے تک کے تمام گناہوں کا کفارہ ہے، اور حج مبرور یعنی مقبول کی جزاء جنت ہی ہے) (مسلم: ۳۳۵۵، ترمذی: ۹۳۳، سنن النسائی: ۲۶۲۹، سنن بیہقی: صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان: ۹/۹)

اور خاص طور پر رمضان میں عمرہ کا ثواب بہت زیادہ ہے، ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "عُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً" (رمضان میں عمرہ ایک حج کے برابر ہے)

(مسلم: ۳۰۹۷، ترمذی: ۹۳۹، سنن النسائی: ۲۱۱۰، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان: ۱۳/۹، ابن ماجہ: ۲۹۹۱، سنن دارمی: ۱۹۱۳)

ان احادیث سے عمرہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے، بالخصوص رمضان مبارک کے مہینہ میں عمرہ کی فضیلت کہ وہ حج کے برابر ہے، لہذا ہر مسلمان کو جسے اللہ نے اس قدر وسعت دی ہے کہ وہ عمرہ کے لئے جائے، عمرہ کر لینا چاہئے تاکہ یہ فضیلت اس کو نصیب ہو۔

عمرہ کا حکم

عمرہ کا حکم کیا ہے کہ یہ سنت ہے یا واجب ؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔بعض ائمہ نے اس کو فرض و واجب کہا ہے، حضرت قتادہ اور حضرت حسن بصری نے حج و عمرہ کو فرض کہا ہے، اور حضرت عطاء کا بھی یہی قول ہے۔اور صحابہ میں سے حضرت عمر و ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے۔اور امام شافعیؒ کا قول جدید یہی ہے اور شوافع نے اسی کو اصح قرار دیا ہے، اور امام احمد و امام سفیان ثوری اسحاق بن راہویہ وغیرہ ائمہ کا بھی یہی قول ہے۔(المناسك لابن ابی عروبه : ۹۰، و المجموع للنووی:۷/۷)

اور علماء احناف میں سے بھی بعض نے اسی کو اختیار کیا ہے، جیسے علامہ کاسانی صاحب البدائع اور علامہ صاحب الجوہرۃ النیرۃ وغیرہ اور اکثر نے اس کو سنت مؤکدہ قرار دیا ہے۔اور یہی امام مالک، امام نخعی، امام ابوثور وغیرہ ائمہ کا مسلک ہے۔(المجموع:۷/۷، بدائع:۳/۲۲۶،

الجوہرۃ النیرۃ:۲/۴۷۸، شامی:۲/۵۲۰)

الغرض عمرے کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ فرض و واجب ہے یا سنت؟ اور خود علماء حنفیہ میں بھی اس بارے میں دو قول ہیں، لہذا زندگی میں کم از کم ایک بار اس کا اہتمام کر لینا چاہئے۔ہاں اس صورت میں اس کے واجب ہونے کی وہی شرائط ہیں جو حج کے فرض ہونے کے شرائط ہیں۔(بدائع الصنائع:۳/۲۲۷)

عمرے سے پہلے

اے زائر حرم بھائی! اگر اللہ تعالے نے آپ کو عمرہ کرنے کے لئے وسعت و سہولت دی ہے اور اسی کے ساتھ اس کا ارادہ و شوق دیا ہے تو سب سے پہلے اللہ کی بارگاہ اقدس میں شکر ادا کیجئے کہ اس نے بہت بڑی سعادت آپ کے لئے مقدر کی ہے۔کتنے لوگ ہیں کہ مال و دولت ان کے پاس ہے مگر یہ سعادت ان کے حصے میں نہیں آئی، اور بہت سے ایسے ہیں کہ اس کا ارادہ و شوق بھی کرتے ہیں پھر بھی کامیاب

نہیں ہوتے۔لہذا یہ سمجھئے کہ یہ محض اللہ عز وجل کا فضل و احسان ہے جو اس نے بلا کسی استحقاق کے عطاء کیا ہے، اور جان لیجئے کہ:

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(یہ سعادت زور بازو سے حاصل نہیں ہوسکتی
جب تک کہ عطا کرنے والا خدا عطا نہ کرے)

امام علی بن الموفق رحمۃ اللہ علیہ بڑے پائے کے محدث و عابد و زاہد تھے، انھوں نے جب ساٹھ حج کر لئے تو طواف کے بعد میزاب رحمت کے نیچے بیٹھ کر سوچنے لگے کہ میں نے حج تو اتنے کر لئے مگر معلوم نہیں کہ اللہ کے نزدیک میرا کیا مقام ہے؟ کہتے ہیں کہ اسی سوچ میں نیند لگ گئی تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ اے علی! تم اپنے گھر کیا کبھی اس کو بھی بلاتے ہو جس کو تم نہیں چاہتے؟ مطلب یہ کہ تم بھی ہمارے ہو، اس لئے ہم نے تم کو اپنے گھر بلایا ہے۔
(صفۃ الصفوۃ:۲/۱۰۷، طبقات ابن الملقن:۱/۵۷)

لہذا اس کو نہ اپنا کمال سمجھئے اور نہ اپنے مال و دولت کی دین، بلکہ محض اللہ کا فضل سمجھ کر اس کا شکر کرتے ہوئے، عمرہ کی تیاری کیجئے، تا کہ عمرہ صحیح معنی میں عمرہ ہو اور وہ فضائل مرتب ہوں جو اس کے بتائے گئے ہیں۔

عمرہ کی تیاری کے سلسلہ میں چند اہم امور کی جانب آپ کی توجہ ہونا چاہئے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے آپ کو ظاہر و باطن کے لحاظ سے پاک وصاف کرنے اور اللہ عز وجل کے دربار عالی میں حاضری کے قابل بنانے کی فکر کریں؛ کیونکہ یہ دربار کسی معمولی حاکم و بادشاہ کا نہیں بلکہ اس کا دربار ہے جس کے سامنے سارے حاکم و بادشاہ، امیر و رئیس سب کے سب سر جھکاتے ہیں، یہ احکم الحاکمین و رب العالمین کی بارگاہ ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں بادشاہ بھی فقیر بن کر آتے ہیں، اور جہاں:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا، نہ کوئی بندہ نواز

کا ایک عجیب وروح پرور منظر دکھائی دیتا ہے۔ جہاں امیروں کی امارت ،رئیسوں کی ریاست ،شاہوں کی شاہی ،اور وزیروں کی وزارت خاک میں ملتی نظر آتی ہے ۔ایسے عالی شان دربار میں جانے کے لئے اپنے آپ کو کس قدر آراستہ وپیراستہ کرنا چاہیئے؟ اس کا اندازہ ہر شخص خود کر سکتا ہے ۔لہذا تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے صدق دل کے ساتھ رو روکر اللہ کے سامنے توبہ کیجیئے ،اس کو منا لیجیے ،اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم کیجیے ،پھر ذکر واذکار اور عبادات کے ذریعہ اپنے دل کو روشن و منور کر لیجیے اور بار بار اللہ کے دربار کی عظمت وسطوت کا تصور جمائیے۔

۞ عمرہ کی تیاری کے بارے میں ایک بہت اہم بات یہ پیش نظر ہونا چاہیئے کہ اللہ کے گھر کی زیارت اور نبی کے روضہ مقدسہ کا دیدار اور عمرہ جیسی عبادات کسب حلال کے ذریعہ حاصل ہونے والی کمائی سے انجام دی جائیں ،کوئی ایک حبہ بھی ناجائز کمائی کا ،غصب وظلم کا ،سود و رشوت کا ہر گز ہر گز نہ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس قسم کے روپے پیسے کی وجہ

سے ایسی عظیم عبادات ضائع چلی جائیں۔

ملا علی قاری نے اپنی کتاب:" انوار الحجج فی اسرار الحجج" میں اور علامہ حطاب الرعینی نے مواہب الجلیل میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ جب آدمی مال حرام سے حج کرتا ہے اور کہتا ہے:"لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ" تو اللہ تعالی فرماتے ہیں :"لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ"۔

(انوار الحجج تحقیق دکتور احمد الحجی:۳۷،مواہب الجلیل:۱۷۳/۷)

اور حضرت عمرؓ سے بھی مروی ہے کہ جب کوئی شخص مال حرام سے حج کرتا ہے اور "لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ" کہتا ہے تو اللہ تعالی اس سے کہتے ہیں کہ:لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ وَ حَجُّکَ مَرْدُوْدٌ عَلَیْکَ"(تیرا لبیک منظور نہ سعدیک،اور تیرا حج تجھ پر مردود ہے)(امالی ابن مردویہ:۲۲۰)

لہذا یہ کوشش ہونا چاہیئے کہ حلال روپے سے حج وعمرہ کیا جائے تاکہ وہ مقبول ہو ،ورنہ نہ حج مقبول ہوگا نہ عمرہ مقبول ہوگا ; کیونکہ

مقبولیت کی شرط یہ ہے کہ حلال روپیہ اللہ کے لئے خرچ کیا جائے۔

۞ عمرے کے سفر کے لئے ایک کوشش یہ ہونا چاہیئے کہ نیک وصالح لوگوں کی معیت وصحبت میں یہ سفر کیا جائے ،بالخصوص حضرات علماء و مشائخ کے ساتھ سفر کی کوشش کی جائے ،اس کے بہت سے فائدے ہیں: ایک تو یہ کہ نیک لوگوں کی صحبت کا نیک اثر مرتب ہوگا ، دوسرا یہ کہ وقت صحیح طور پر گزرے گا ،بیکار باتوں اور فضول کاموں سے بچنا نصیب ہوگا ،اور تیسرا یہ کہ عمرہ وحج صحیح طریقہ اور سنت کے مطابق کرنا آسان ہوگا؛ کیونکہ آپ کو کسی بات میں بھول ہوگی تو یہ حضرات یاد دھانی کریں گے ،اگر کوئی بات دین کی یا حج وعمرے کی معلوم نہ ہو تو وہ سکھائیں گے ،سستی ہوگی تو ان کی صحبت سے نیکی کرنے میں نشاط پیدا ہوگا ،اور ان کو دیکھ کر بہت سی عبادات ونیکیوں کے کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اس کے برخلاف جاہلوں یا برے لوگوں کے ساتھ جائیں گے تو وہ خود ہمارا وقت خراب کریں گے ،کبھی غیبت ہوگی ،کبھی فضول باتیں ہوں گی

کبھی دنیوی امور پر خواہ مخواہ باتیں ہوں گی ،حتی کہ دل فاسد وخراب ہو جائے گا ۔اس لئے اچھے و نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرتے ہوئے یہ سفر ہو تو خوب رہے گا ،اور اگر اپنے وطن سے کسی نیک و بزرگ شخصیت کی معیت نصیب نہ ہوئی تو پھر یہ کوشش کیجیے کہ وہاں پہنچنے کے بعد کوئی اللہ والے مل جائیں ،وہاں تو بہت اللہ والے آتے ہیں ،دنیا کے چپہ چپہ سے آتے ہیں ،تلاش کریں تو مل جائیں گے ۔مگر افسوس کہ اب لوگ اس سے اس قدر بے خبر ہیں کہ ان کو کوئی اللہ والے مل بھی جائیں تو ان کی طرف رخ نہیں کرتے ۔

۞ **اے بھائی زائر حرمین!** یہاں ایک اور اہم بات کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانا ضروری خیال کرتا ہوں ،وہ یہ کہ اس راہ میں خصوصاً اور ہر عبادت میں عموماً اخلاص کی بڑی ضرورت ہے ،اخلاص ہر عبادت کی اساس و بنیاد ہے ،اس کے بغیر کوئی نیکی وعبادت اللہ کے یہاں قابل قبول نہیں ہوسکتی ،اور اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ صرف اور

صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے عبادت انجام دی جائے اور کوئی مقصد دنیوی پیش نظر نہ ہو، حدیث میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ”يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَحُجُّ أَغْنِيَاءُ أُمَّتِي لِلتَّنَزُّهِ وَ أَوْسَاطُهُمْ لِلتِّجَارَةِ وَ قُرَّاءُ هُمْ لِلرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ وَفُقَرَاءُ هُمْ لِلْمَسْئَلَةِ“ (ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا کہ اس میں میری امت کا مالدار طبقہ سیر وتفریح کے لئے اور درمیانہ طبقہ تجارت کے لئے، علماء و قراء کا طبقہ ریا وشہرت کی خاطر اور فقیر و مسکین لوگوں کا طبقہ مانگنے کے لئے حج کرے گا) (جمع الجوامع للسیوطی: ۲۵۶۹۴/۱، کنز العمال: ۲۳۰/۵، حدیث: ۱۲۳۶۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی امت کو پہلے ہی سے اس بات کی جانب متوجہ کردیا ہے کہ اللہ کے گھر کی زیارت حج وعمرہ میں اخلاص کا فقدان نہ ہونا چاہئے، بلکہ اس کا اہتمام ہونا چاہئے۔ ملا علی قاری نے ”انوار الحجج“ میں لکھا ہے کہ ایک نیک

آدمی نے خواب دیکھا کہ حج کے اعمال اللہ کے دربار میں پیش کئے جارہے ہیں، اور عرض کیا گیا کہ یہ فلاں کے اعمال ہیں، تو اللہ نے فرمایا کہ اس کو حاجی لکھو، پھر کسی کا عمل پیش کیا گیا تو فرمایا کہ اس کو تاجر لکھو، یہاں تک کہ معاملہ خود ان خواب دیکھنے والے شخص تک پہنچا کہ ان کے اعمال پیش کئے گئے تو فرمایا کہ اس کو تاجر لکھو، یہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیوں؟ میں تو تاجر نہیں ہوں۔ تو فرمایا کہ کیوں نہیں، تم نے کتب غزل لیجا کر اہل مکہ کو بیچنا چاہا تھا۔ (انوار الحجج: ۳۲)

لہذا ہمارا مقصود اس سفر سے صرف اللہ کی خوشنودی ہونا چاہئے کوئی اور دنیوی غرض کا دور دور تک ہمارے دلوں کی جانب سے گزر بھی نہ ہونا چاہئے۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی نا قابل فراموش ہے کہ جس طرح اخلاص کے بغیر نیکی وطاعت بے کار ہے، اسی طرح یہ بھی ذہن نشین کرلیں کہ اتباع سنت کے بغیر بھی کوئی عبادت ونیکی اللہ کے یہاں

کسی قابل شمار نہیں ہوتی، اس لئے عمرے کے تمام ارکان واعمال نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے اور سکھائے ہوئے طریقہ پر انجام دینے کی فکر بھی بہت ضروری ہے۔ لہذا عمرہ پر جانے سے پہلے اپنی تیاری کا ایک اہم باب یہ ہے کہ عمرے کے احکام ومسائل، اس کے سنن وآداب کا مطالعہ کا یا کسی عالم سے سیکھنے کا اہتمام کریں۔ بہت سے لوگ اس کے بغیر حج یا عمرے کے لئے آتے ہیں اور من مانے طریقہ سے اعمال ومناسک ادا کرتے ہیں، جس سے بسا اوقات عبادت ہی ضائع ہوجاتی ہے یا کم از کم سنت کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے نامقبول ہوجاتی ہے؛ اس لئے اپنے ساتھ کوئی معتبر کتاب بھی لیتے جائیں جیسے ”معلم الحجاج“ وغیرہ۔

عمرہ کا سفر اور میقات

اے محترم بھائی! جب عمرہ کا سفر کرو تو اس کو عام سفر کی طرح نہیں بلکہ ایک مقدس سفر سمجھ کر کرو، اور اس میں ذکر اذکار اور مسنون دعاؤں کا اہتمام کرو، اس کے لئے مسنون دعاؤں کی کوئی معتبر کتاب جیسے ”

حصن المسلم“ یا ”مسنون دعائیں“ اپنے ساتھ رکھ لو، اور موقعہ موقعہ سے پڑھتے رہو۔ یاد رہے کہ عورت کو سفر میں اپنے ساتھ محرم کو لیجانا ضروری ہے، بغیر محرم کے عورت کا سفر کرنا ناجائز ہے۔

یاد رہے کہ حج یا عمرہ کرنے والے کے لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ وہ میقات پر احرام باندھ لے، کوئی بھی شخص مکہ جانا چاہتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ میقات پر احرام باندھ لے بغیر احرام کے میقات پار کرے گا تو اولاً اس کو چاہئے کہ میقات واپس آکر احرام باندھ کر جائے، اور اگر واپس نہیں آیا تو اس پر ایک دم یعنی قربانی واجب ہوجائے گی۔ (اس کے تفصیلی مسائل کے لئے ”معلم الحجاج“ کا مطالعہ کرو)

میقات وہ مقامات ہیں جن کو حضرت نبی کریم ﷺ نے دنیا کے مختلف علاقوں سے حرم مکہ کو آنے والوں کے لئے مقرر کردیا ہے کہ جو بھی شخص مکہ مکرمہ جانے کے لئے یہاں سے گزرے خواہ وہ حج یا عمرے کے

لئے مکہ جائے یا کسی اور مقصد کے لئے تو اس پر واجب ہے کہ احرام باندھے۔ یہ میقات الگ الگ علاقوں کے لئے الگ الگ ہیں، اور ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش وغیرہ کے لئے میقات ''یلملم'' ہے جس کو آجکل ''سعدیہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اور یہ میقات مکۃ المکرّمہ سے ایک سو بیس کلومیٹر پر واقع ہے۔ لہذا جو لوگ ہندوستان، پاکستان وغیرہ سے جاتے ہیں ان کو ''یلملم'' سے یا اس سے پہلے احرام باندھ لینا چاہئے۔ اور سہولت کی خاطر اپنے گھر ہی سے احرام باندھ لے یا احرام کی چادریں پہن لے اور یلملم پر نیت کر لے تو بھی درست ہے۔

احرام کیسا ہو؟

محترم زائرحرم! احرام کے لئے کپڑے کیسے ہوں اور کیا ہوں؟ اس بارے میں مختصر وضاحت سن لیں کہ مرد کے لئے سفید دو چادریں ہوں، ایک بدن کے اوپر والے حصے پر اوڑھنے کے لئے اور ایک بطور لنگی کے استعمال کرنے کے لئے، سفید ہونا بہتر ہے، واجب نہیں، اور

احرام میں سلا ہوا کپڑا استعمال نہیں کیا جا سکتا، لہذا کرتہ، پاجامہ، صدری بنیان وغیرہ ممنوع ہونگے، ہاں چادر یا لنگی درمیان سے سلی ہوئی ہو تو جائز ہے، لیکن بہتر نہیں۔ اور عورت کے لئے اس کا معمولی عام لباس ہی احرام ہے، جو سارے بدن کو اچھی طرح ڈھانک لے۔

یہاں ایک بات نوٹ کر لیجئے کہ احرام ان کپڑوں کا نام نہیں، بلکہ یہ تو احرام کے کپڑے ہیں اور احرام نام ہے حج یا عمرے کی نیت کر کے تلبیہ پڑھنے کا، جس سے بعض جائز و مباح چیزیں اس پر حرام ہو جاتی ہیں، لہذا احرام اس نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھنے کا نام ہے۔ مجازاً ان چادروں کو بھی احرام کہہ دیا کرتے ہیں، اور احرام حج یا عمرے کے لئے ایسا ہے جیسے نماز کے لئے تکبیر تحریمہ، جس کی وجہ سے نماز کے دوران آدمی پر کھانا پینا وغیرہ باتیں حرام ہو جاتی ہیں۔

احرام کیسے باندھیں؟

جب آپ احرام باندھنا چاہیں تو پہلے ناخن تراش دیں، جسم کے

زائد بال (موئے بغل و زیر ناف) مونڈ دیں، سر کے بال یا تو منڈوا دیں یا کنگھی سے درست کر لیں، پھر یہ بھی مسنون ہے کہ احرام کی نیت سے غسل کریں، اگر غسل نہ کرو تو مضائقہ نہیں، پھر احرام کی چادریں پہن لیں، اور جسم اور احرام کی چادروں کو ایسی خوشبو لگاؤ جس کا جسم کپڑوں پر نہ لگے، بلکہ صرف خوشبو لگے۔ تصویر دیکھئے:

پھر دو رکعت نفل نماز احرام کی نیت سے پڑھو، پہلی رکعت میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور دوسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ

أَحَدٌ﴾ پڑھو، پھر سلام کے بعد مرد سر سے ٹوپی یا کپڑا اتار دے اور عورت سر کو حسب معمول ڈھانک کر رکھے، ہاں وہ اپنے چہرے کو احرام میں نہیں ڈھانک سکتی، لہذا چہرہ پر کوئی کپڑا نہ ڈالے، پھر عمرے کی نیت کریں، نیت اصل تو دل سے ہوتی ہے۔ لہذا دل سے نیت کریں اور زبان سے بھی یہ الفاظ کہہ لیں:

''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَ تَقَبَّلْ مِنِّيْ''

(اے اللہ! میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں لہذا تو اس کو میرے لئے آسان کر دے اور قبول فرما لے)

اس کے بعد مرد حضرات ذرا بلند آواز سے تلبیہ پڑھیں، اور عورت آہستہ آواز سے، اور تلبیہ یہ ہے:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ

(حاضر ہوں ،اے اللہ ! حاضر ہوں، حاضر ہوں ،آپ کا کوئی شریک نہیں، بلاشبہ سب تعریفیں آپ ہی کو سزاوار ہیں ،اور سب نعمتیں آپ ہی کی ہیں ،اور ملک بھی آپ ہی کا ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں)

پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ ''، پھر جو چاہے دعاء کرے، اور یہ دعا مسنون ہے: ''اَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ '' (سنن صغری بیہقی: ۱/ ۴۶۱، اعانۃ الطالبین: ۲/ ۳۵۱)

اے زائر حرام بھائی، بہن! جب تلبیہ پڑھو تو ذرا یہ بھی خیال کرو کہ میں اللہ کے حضور یہ کہہ رہا ہوں کہ میں حاضر ہوں، اس لئے مجھے اپنے پورے دل کے ساتھ، پورے اخلاص کے ساتھ اور پوری دلجمعی و جذبے کے ساتھ کہنا چاہئے، ورنہ کہیں ہمارے اس ''لبیک'' پر ''لا لبیک'' نہ کہہ دیا جائے ۔ حضرت سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ حضرت

زین العابدین علی بن الحسین رحمہ اللہ نے حج کے ارادہ سے احرام باندھا اور سواری پر سوار ہوئے تو آپ کا رنگ فق ہوگیا، سانس پھولنے لگی اور بدن پر کپکپی طاری ہوگئی اور لبیک نہیں کہی جاسکی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں لبیک نہیں کہتے ؟ تو کہا کہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں ''لا لبیک ولا سعدیک'' نہ کہہ دیا جائے، پھر جب لبیک کہا تو بے ہوش ہوگئے، اور سواری سے گر پڑے، اور حج پورا ہونے تک یہ بات برابر پیش آتی رہی ۔ (تاریخ ابن عساکر: ۴۱/ ۳۷۸، تاریخ الاسلام للذھبی: ۲/ ۲۶۷، تہذیب التہذیب: ۷/ ۲۶۹، تہذیب الکمال: ۲۰/ ۳۹۰)

ایک اور اللہ والے کے احرام اور تلبیہ کی کیفیت سنو، حضرت عبداللہ بن الجلاء کہتے ہیں کہ حج کے ارادے سے میں ذوالحلیفہ (مدینہ کی جانب سے میقات) میں تھا، لوگ احرام باندھ رہے تھے، میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ اس نے اپنے اوپر احرام کے لئے غسل کرنے پانی ڈالا پھر کہنے لگا کہ اے میرے رب! میں ''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ''

کہنا چاہتا ہوں ، لیکن ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ مجھ کو ''لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ '' سے جواب نہ دیدیں۔ وہ برابر یہ کہتا جارہا تھا، اور میں سن رہا تھا، جب اس نے حد کردی تو میں نے اس سے کہا کہ احرام تو ضروری ہے، کہنے لگا کہ اے شیخ! ڈر ہے کہ میں ''لَبَّیْکَ'' کہوں اور مجھے اللہ جواب میں ''لَا لَبَّیْکَ' نہ فرمادیں ۔حضرت ابن الجلاء کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ اللہ سے اچھا گمان رکھنا چاہئے ۔ لہذا میرے ساتھ تم بھی ''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ '' کہو۔ پس اس نے ''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ '' کہا، اور اس کو کھینچ کر کہا، اور اسی کے ساتھ اس کی روح نکل گئی۔ (تاریخ ابن عساکر: ۵۲/ ۴۳۶، تاریخ بغداد: ۵/ ۲۶۶)

الغرض اللہ تعالی کی عظمت وجلالت اور اپنی بے مائیگی و بے چارگی عاجزی و غلامی کا تصور کرتے ہوئے ''لَبَّیْکَ'' کہیں ۔ اب آپ کا احرام شروع ہوگیا اور آپ پر احرام کی پابندیاں عائد ہوگئیں، لہذا آپ کو اب پوری احتیاط سے کام لینا چاہئے تاکہ کوئی کام احرام کے خلاف نہ ہوجائے۔

احرام کا فلسفہ

اے محترم زائر حرم! آپ نے احرام پہن لیا ہے، ذرا یہ بھی غور کیا کہ یہ احرام کا لباس اور یہ انداز کیا اور کیوں ہے؟ اس میں ایک پہلو یہ ہے کہ یہ عاشقانہ لباس ہے، جس میں اس کا کوئی التزام واہتمام نہیں کہ یہ سلا ہوا ہو، بنا ہوا ہو، اپنے جسم پر فٹ ہو، عمدہ طریقہ کا ہو، اسی طرح اس کی بھی کوئی فکر نہیں کرتا کہ بالوں کو سنوارے، ناخن بنائے، بلکہ ایک عاشق جب اپنے محبوب کی یاد میں مضطرو بے تاب ہو اور اس کی جانب والہانہ چلا جارہا ہو تو جس طرح وہ اپنے جسم و کپڑوں کی کوئی فکر نہیں کرتا، اسی طرح عمرے وحج کو جانے والا اللہ کا عاشق، اللہ کی محبت میں چور اور اس کے عشق میں سرشار بندہ بھی اس لباس میں یہ بتاتا ہوا اللہ کے دربار میں پہنچتا ہے کہ میں اللہ کا سچا عاشق ہوں، مجھے دنیا کی کوئی فکر نہیں، میرے لباس و پوشاک کی کوئی فکر نہیں، میرے بالوں اور ناخنوں کی کوئی فکر نہیں ہے، بلکہ میری پوری توجہات کا مرکز اللہ کی محبوب ذات

اوراس کا گھر ہے۔لہذا اس پہلو کے پیش نظر احرام والے کو چاہئے کہ وہ احرام پہن کر واقعۃً اللہ کا عاشق ومحبّ ہونے کا ثبوت دے۔

اس میں دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ لباس وانداز فقیرانہ لباس وانداز ہے ،اللہ کے گھر جانے والوں کے لئے اس لباس وانداز کو مشروع کرکے اللہ کی جانب سے یہ درس دیا جارہاہے کہ تم سب اللہ کے فقیر ہو،خواہ تم اپنی جگہ کچھ بھی ہو،بادشاہ ہو،رئیس ہو،وزیر ہو،امیر کبیر،لیکن میرے دربار میں سب فقیر ہی فقیر ہیں ، گویا احرام پہن کر اللہ کے گھر جانے والا یہ ثابت کرتا ہے کہ میں واقعی اللہ کا فقیر ہوں،وہ غنی وداتا ہے میں محتاج وبے نوا ہو،اس کے دربار میں فقیرانہ حاضری دے رہا ہو۔ لہذا احرام والے کو اپنے دل ودماغ سے سارا تکبر،عجب وپندار نکال کر عاجزانہ وفقیرانہ اللہ کے دربار میں جانا چاہئے۔

اس میں ایک تیسرا پہلو بھی ہے جو قابل غور ہے کہ یہ احرام کی چادریں اوراحرام کی پابندیاں ، یہ انداز وطریقہ دراصل انسان کو اپنی

موت اورموت کے بعد کے احوال کی یاددہانی کرتے ہیں کہ جس طرح موت کے وقت اللہ کے دربار میں حاضری کے موقعہ پر انسان کو کفن میں لپیٹ دیا جاتا ہے،اور وہ اس وقت اپنی خواہشات ولذات کو پورا کرنے پر قادر نہیں ہوتا،اسی طرح آج وہ اللہ کے دربار میں مردے کی چادریں لپیٹ کر حاضر ہورہا ہے ،اوراپنی خواہشات جیسے بیوی سے ملنے کی ،اپنے آپ کو سنوارنے اور بنانے کی ،عطر وخوشبو سے معطر ہونے کی ،میل کچیل دور کرنے کی ،اورمن پسند لباس وپوشاک پہننے کی کوئی خواہش پوری نہیں کرسکتا ، پھر اللہ کے حضور حساب وکتاب کے لئے اس کے دربار عالی میں پیش کیا جارہاہے، جہاں دنیا بھر کے انسان جمع ہیں ، گویا کہ ایک میدان حشر برپا ہے۔لہذا زائر حرم کو اس پہلو پر بھی توجہ دیتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ کے دربار میں پیش کئے جانے کے قابل بنانا چاہئے۔

احرام کے ممنوعات

احرام کی حالت میں بعض کام منع ہیں ،اوران کے ارتکاب سے

بعض صورتوں میں دم اوربعض میں صدقہ واجب ہوتا ہے۔ ان کی پوری تفصیل کتب فقہ میں درج ہے ۔ یہاں صرف چنداہم وزیادہ پیش آنے والے امور ذکر کرتا ہوں:

- مرد کے لئے سلے ہوئے کپڑے پہننا حرام ہے،البتہ لنگی بیچ سے سلی ہو تو جائز ہے،اور تہبند،لنگی کو کسی پٹی (بلٹ) سے باندھنا جائز ہے۔
- اسی طرح دستانے اورموزے پہننا بھی مرد کے لئے ناجائز ہے ۔ ہاں عورت کے لئے سلے ہوئے کپڑے پہننا بھی جائز ہے اورموزے ودستانے پہننا بھی جائز ہے۔
- مرد کے لئے ایسا جوتا پہننا بھی احرام میں ناجائز ہے جس سے پیر کی بیچ والی ہڈی چھپ جائے ،لہذا بہتر ہے کہ ہوائی چپل کا استعمال کیا جائے، ہاں عورت کے لئے اس طرح کا جوتہ جائز ہے۔

- احرام میں بدن کے کسی بھی حصے کے بالوں کو دور کرنا حرام ہے،اسی طرح ہاتھ پیر کے ناخنوں کا تراشنا بھی حرام ہے۔
- عطر یا کسی بھی قسم کی کوئی خوشبو لگانا احرام میں ناجائز ہے۔اسی طرح سر یا ڈاڑھی میں مہندی لگانا بھی ناجائز ہے ۔لہذا خوشبو تیل، دانتوں کا منجن، پیسٹ،صابون وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔
- احرام کی حالت میں کھانے یا پینے کی چیز میں کوئی خوشبودار چیز بغیر پکائے ڈال کر استعمال کرنا منع ہے۔ ہاں کھانے کی چیز میں خوشبو دار چیز کو پکا دیا جائے تو اس کا استعمال احرام کی حالت میں جائز ہے ۔مگر پینے کی چیز میں خوشبودار چیز خواہ پکائی جائے یا نہ پکائی جائے ہر صورت میں منع ہے۔
- حالت احرام میں بیوی سے مجامعت اور بوس وکنار ہونا بھی

حرام ہے،اسی طرح شہوت سے دیکھنا یا محبت کی باتیں کرنا بھی حرام ہے۔

- احرام میں خشکی کے جانوروں کا شکار کرنا یا ان کو بھگانا یا کسی کو ان کے شکار کرنے پر مدد دینا حرام ہے،اور حدود حرم میں ان جانوروں کا شکار سب پر حرام ہے خواہ احرام میں ہوں یا نہ ہوں۔
- احرام والے مرد پر حرام ہے کہ کپڑے یا کسی اور چیز سے اپنا سر یا چہرہ ڈھانپے، اور عورت پر حرام ہے کہ وہ چہرہ ڈھانپے، عورت کا احرام صرف اس کے چہرے میں ہے، سر میں نہیں، لہٰذا وہ سر کو ڈھانپ کر رکھے گی۔لیکن نامحرم مردوں کا سامنا ہو تو چہرہ کے سامنے کوئی چیز آڑ کر لے تا کہ بے پردگی نہ ہو، مگر چہرہ سے کپڑا وغیرہ مس نہ کرے۔ہاں اگر اوپر سے سایہ کے طور پر کوئی چیز جیسے چھتری وغیرہ استعمال کرے تو مرد کے

لئے بھی جائز ہے۔

- احرام میں کپڑے سے سر اور چہرہ پونچھنا جائز نہیں، ہاں عورت کو سر کپڑے سے پونچھنا جائز ہے، اور عورت کو چہرے کے علاوہ اور مرد کو سر و چہرے کے علاوہ باقی بدن کپڑے سے پونچھنا جائز ہے، اور ہاتھ سے سر و چہرہ پونچھنا بھی جائز ہے۔

اہم تنبیہ : عام طور پر حج وعمرہ کے موقعہ پر عورتیں احرام میں بھی اور احرام کے علاوہ بھی بے پردہ ہو جاتی ہیں اور وہاں اپنا چہرہ غیر مردوں کے سامنے کھول کر سامنے آجاتی ہیں۔یاد رہے کہ یہ ناجائز ہے۔احرام میں عورت کو اپنا چہرہ نہ ڈھانپنے کا مطلب یہ نہیں کہ غیر مردوں کے سامنے بے پردہ ہو جائے، بلکہ اس کو اس موقعہ پر مردوں کے سامنے آنا ہی نہیں چاہئے تا کہ احرام بھی باقی رہے اور پردہ بھی قائم رہے، اور اگر باہر نکلنے کی ضرورت پڑے تو چہرے کو لگائے بغیر کوئی چیز آڑ کر لے تا کہ پردہ باقی رہے۔

احرام کے مکروہات

احرام کی حالت میں بعض امور وہ ہیں جو مکروہ ہیں، ان کے ارتکاب سے دم یا صدقہ تو واجب نہیں ہوتے، البتہ ان کی وجہ سے عمرہ میں نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ان میں سے چند امور یہ ہیں:

- بدن سے میل دور کرنا، سر یا ڈاڑھی یا بدن کو صابون وغیرہ سے دھونا۔
- سر یا ڈاڑھی میں کنگھی کرنا، یا اس طرح کھجانا کہ بال گرنے کا خوف ہو۔
- احرام کی چادر یا تہبند میں گرہ لگانا، یا گرہ لگا کر گردن میں باندھنا، یا ان میں سوئی یا پن لگانا۔
- خوشبو سونگھنا یا چھونا، یا خوشبودار میوہ سونگھنا۔ہاں بلا ارادہ خوشبو آئے تو حرج نہیں۔

- تکیہ پر منہ کے بل لیٹنا، ہاں سر یا رخسار کا تکیہ پر رکھنا جائز ہے۔

مکۃ المکرّمۃ میں

اس سفر کے دوران " لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ الخ " کا ورد جاری رہے، مرد زور سے اور عورتیں آہستہ سے، اور یہ اٹھتے، بیٹھتے، کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، چڑھتے اترتے، غرض ہر حالت میں کہتے رہنا چاہئے۔اور سفر طے کرتے ہوئے جب مکۃ المکرّمۃ کی پاکیزہ سر زمین پر اتریں تو سامان وغیرہ کا بندوبست کریں۔اور دھیان رہے کہ آپ اس وقت اس شہر میں ہیں جہاں کبھی کوئی فرد بشر دور دور تک دکھائی نہیں دیتا تھا اور اس وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی زوجۂ محترمہ حضرت ہاجرہ اور لختِ جگر حضرت اسماعیل کو اسی وادیٔ غیر ذی زرع میں لا کر چھوڑ دیا تھا، اور کھانے کے لئے چند چیزیں اور پینے کے لئے پانی کا ایک مشکیزہ ان کے حوالہ کر دیا تھا، اور واپس ہوتے ہوتے اللہ کی جناب میں یہ دعاء کی تھی:

﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ . رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ . رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ﴾

[ابراھیم: ۳۵-۳۷]

(اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ حضرت ابراہیم نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچالے، ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے، پس جو میری اتباع کرے تو وہ میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو بلاشبہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے، اے ہمارے پروردگار! میں نے میری ذریت کو ایک بے آب وگیاہ وادی میں تیرے محترم گھر کے

پاس بسایا ہے، پروردگارا! تاکہ وہ نماز قائم کریں، پس لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر، اور ان کو میوے عطاء کرتا کہ وہ شکر کریں)

اللہ عزوجل نے اپنے نبی کی یہ دعاء قبول فرمائی اور اس کو امن والا شہر بنا کر ساری دنیا کے مسلمانوں کا دل اس جانب مائل فرمادیا، اور ہر قسم کی نعمتوں سے اس شہر کو مالا مال کردیا۔

یہاں پہنچ کر غسل کرلیں، کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وہ جب مکہ آتے تو مقام ذی طوی میں رات گزارتے اور صبح کو غسل کرتے پھر دن کے وقت مکہ میں داخل ہوتے، اور اس بات کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بیان کرتے۔ (مسلم: ۳۲۰۴، ابوداود: ۱۸۶۷)

کعبۂ مقدسہ پر

پھر کعبے کی طرف "تلبیہ" پڑھتے ہوئے آئیں، اور نہایت خشوع وخضوع سے اور اللہ کے جلال وعظمت کا تصور کرتے ہوئے آئیں، یہی اسلاف کرام وصالحین کا طریقہ تھا۔ ایک خاتون کے بارے میں لکھا

ہے کہ وہ مکۃ المکرّمۃ حاضر ہوئیں، اور معلوم کیا کہ میرے رب کا گھر کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ابھی تو دیکھ لے گی۔ پس جب اللہ کا گھر نظر آنے لگا تو اس کو بتایا گیا کہ یہ ہے بیت اللہ، پس وہ شوق سے دوڑ کر گئی اور کعبے کی دیوار سے لپٹ گئی، اور جب اس کو اٹھایا گیا تو وہ مردہ پائی گئی۔ (صفۃ الصفوۃ: ۴/۴۱۶، المدھش لابن الجوزی: ۱۴۸)

اور حضرت شبلی کا واقعہ ہے کہ جب انھوں نے کعبے کو دیکھا تو ان پر شدت شوق کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہوگئی۔ الغرض بے حد شوق و محبت کے ساتھ اور اللہ کی عظمت وجلالت کے تصور کے ساتھ کعبے کی جانب آئیں۔

اور مسجد حرام میں دایاں پیر اولاً پھر بایاں پیر رکھیں، مسجد میں داخل ہونے کی دعاء پڑھیں: بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ،اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ"، پھر جب اللہ کے مقدس گھر کعبہ پر نظر پڑے تو ہاتھ اٹھا کر" اللّٰہ اکبر "کہیں پھر یہ

دعاء پڑھیں:

"اللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَعْظِیْماً وَّ تَشْرِیْفاً وَّ تَکْرِیْماً وَّ مَھَابَةً وَّ زِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَ كَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ وَاعْتَمَرَهٗ تَشْرِیْفاً وَّ تَکْرِیْماً وَّ تَعْظِیْماً وَّ بِرّاً، اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ ، فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ" (اے اللہ! اس گھر کی عظمت وشرافت و کرامت و بڑائی کو بڑھا دیجئے اور جو لوگ حج وعمرے کرکے اس گھر کی عزت واکرام کرتے ہیں ان کی بھی شرافت وکرامت وعظمت وبھلائی بڑھا دیجئے، اے اللہ! آپ سلام ہیں اور سلامتی آپ ہی کی جانب سے ہے، پس اے ہمارے رب! ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ) (مصنف ابن ابی شیبۃ: ۴/۹۷، مسند شافعی: ۱۲۶، السنن الکبری بیہقی: ۵/۷۳، میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ جب کعبے میں داخل ہوتے تو یہ دعاء پڑھتے تھے، لیکن یہ حدیث منقطع ضعیف ہے)

اس کے بعد دعاء کریں، یہ قبولیت کا مقام ہے، علامہ نووی نے لکھا ہے کہ کعبے کو دیکھنے کے وقت مسلمان کی دعاء کا قبول ہونا وارد

ہوا ہے۔اور الجوہرۃ النیرۃ میں ہے کہ کعبہ کو دیکھنے کے وقت کی دعاء مقبول ہے۔(الاذکار:۱۹۴، الجوہرۃ النیرۃ:۲۲۲/۱)

لہذا اپنے لئے، اپنے متعلقین کے لئے اور تمام اہل اسلام کے لئے خوب خشوع وخضوع سے دعائیں کریں۔سلف صالحین نے اس وقت دعاء کا اہتمام کیا ہے، اور جامع دعاء کا انتخاب کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ سے کسی نے پوچھا کہ کعبہ پر نظر کے وقت کیا دعاء کروں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ دعاء کر لینا کہ اے اللہ! اب جو بھی دعا کروں وہ قبول فرمالیجئے۔لہذا دعائیں کرنے کے بعد اب آگے بڑھتے ہوئے کعبے کے پاس طواف کے لئے آئیں۔

بیت اللہ و مسجد حرام کی فضیلت

یاد رہے کہ اب آپ ایک ایسی جگہ ہیں جس سے بڑھکر کوئی مقام نہیں، محمد بن سوقۃ کہتے ہیں کہ ہم حضرت سعید بن جبیر کے ساتھ کعبے کے سایے میں بیٹھے تھے، حضرت سعید نے فرمایا کہ: أَنْتُمُ الْآنَ

فِيْ أَكْرَمِ ظِلٍّ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ " (آج تم لوگ زمین کے سب سے زیادہ قابل اکرام سایے میں ہو)(اخبار مکہ ازرقی:۱۹۰/۲)

اللہ نے آپ کی دیرینہ تمنا پوری کی اور یہاں پہنچا دیا، لہذا شکر کیجئے۔ یہ وہ اللہ کا گھر ہے جس کو اللہ تعالی نے آسمان وزمین کی پیدائش سے بھی پہلے فرشتوں کے ہاتھوں بنایا، پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو تعمیر کیا، اور وہ حضرت نوح کے زمانے میں طوفان کی نظر ہو گیا، پھر آج سے تقریباً دس ہزار سال سے بھی زائد عرصہ ہوا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کو ساتھ لیکر تعمیر کیا تھا۔(تفصیل کے لئے دیکھو اخبار مکۃ ازرقی)

اور یہ روئے زمین پر پہلا گھر ہے جو عبادت کے لئے بنایا گیا، جیسا کہ قرآن کہتا ہے: ﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا﴾ [سورة اٰل عمران:۹۶]

(بلا شبہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ وہ ہے جو مکہ شہر میں ہے، برکتوں والا اور تمام عالموں کے لئے ہدایت دینے والا، اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، ان میں سے ایک مقام ابراہیم ہے)

اور اس گھر کے اطراف جو مسجد ہے اس کو مسجد حرام کہتے ہیں ،حرام کے معنے ''محترم'' کے ہیں، یہ مسجد بہت ہی قابل احترام ہے اس لئے اس کو مسجد حرام کہتے ہیں۔ اس مسجد کا ذکر قرآن میں آیا ہے: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِىْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِىْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ (پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے اس مسجد اقصی تک سیر کرائی جس کے اطراف واکناف ہم نے برکتیں رکھی ہیں تا کہ ہم ان کو ہماری نشانیاں دکھائیں)

بیت اللہ و مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا بہت بڑا ثواب ہے، حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''صَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ

الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ'' (مسجد حرام میں ایک نماز دوسری مسجدوں میں ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے)
(مسند الحمیدی:۱۵۴/۲، مسند احمد :۱۴۷۳۵، المطالب العالیۃ : ۴۵۹/۱، مشکل الآثار طحاوی:۷۸/۲)

اور کعبے کو دیکھنا بھی عبادت ہے، ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ''يُنْزِلُ اللّٰهُ عَلٰى أَهْلِ الْمَسْجِدِ مَسْجِدِ مَكَّةَ كُلَّ يَوْمٍ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ رَحْمَةٍ سِتِّيْنَ مِنْهَا لِلطَّائِفِيْنَ ، وَ أَرْبَعِيْنَ لِلْمُصَلِّيْنَ ، وَعِشْرِيْنَ مِنْهَا لِلنَّاظِرِيْنَ'' (اللہ تعالی ہر روز مکہ کی مسجد یعنی کعبے پر ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، جن میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں کو، چالیس نماز پڑھنے والوں کو اور بیس کعبے کو دیکھنے والوں کو دی جاتی ہیں)(معجم اوسط طبرانی:۲۴۸/۲، اخبار مکہ فاکھی:۱۹۹/۱، الفتح الکبیر للسیوطی:۳۳۸/۱)

ابن عباس نے فرمایا کہ: ''اَلنَّظَرُ إِلَى الْكَعْبَةِ مَحْضُ الْإِيْمَانِ'' (کعبے کو دیکھنا خالص ایمان ہے) اور حضرت مجاہد نے کہا

کہ:’’اَلنَّظَرُ إِلَی الْکَعْبَةِ عِبَادَةٌ ، وَدُخُوْلُ فِيْهَا دُخُوْلٌ فِيْ حَسَنَةٍ وَخُرُوْجٌ مِنْهَا خُرُوْجٌ مِنْ سَيِّئَةٍ ‘‘ (کعبے کو دیکھنا عبادت ہے اور اس میں داخل ہونا نیکی میں داخل ہونا اور اس سے نکلنا برائی سے نکلنا ہے) اور ابن المسیب نے کہا کہ جس نے کعبہ کو ایمان ویقین کے ساتھ دیکھا وہ اس طرح لوٹے گا جیسے آج ہی اس کی ماں نے جنا ہو۔(اخبار مکۃ للازرقی:۲/۱۲۴-۱۲۷)

الغرض ایک نہایت مبارک ومقدس مقام پر اللہ نے پہنچایا ہے جس کی قدر کرتے ہوئے اور اللہ کا شکر کرتے ہوئے اس کے حقوق کو ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

عمرے کے فرائض وواجبات

اب اس مقدس کام کا وقت ہے جس کے لئے آپ نے دعائیں کی تھیں، ہوسکتا ہے کہ اس کی آرزو اور شوق میں رات رات بھر سویا نہ ہو، اور جس کے لئے یہ سفر آپ نے کیا، یعنی ’’عمرہ‘‘، لہذا جان لیں کہ

عمرے میں دو باتیں فرض ہیں: ایک فرض احرام باندھنا کہ یہ شرط ہے، اور اس کے بغیر عمرہ نہیں ہوسکتا اور احرام کے لئے نیت کرنا اور تلبیہ پڑھنا شرط ہے، دوسرا فرض طواف کرنا کہ یہ رکن ہے اور طواف کے لئے بھی نیت کرنا شرط ہے۔ اور عمرے میں دو ہی باتیں واجب ہیں: ایک صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا اور دوسرے بال منڈوانا یا کٹانا۔

طواف کی فضیلت

لہذا اب آپ طواف کے لئے تیار ہوجائیں، اور ذہن میں رکھئے کہ طواف بہت بڑی عبادت ہے، اور اس کی فضیلت میں حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ‘‘ (جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعتیں پڑھیں تو وہ ایسا ہے جیسے ایک غلام آزاد کیا ہو) (ابن ماجہ:۲۹۵۶)

اور طواف بھی درحقیقت نماز ہی ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’اَلطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ صَلَاةٌ اِلَّا

أَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ ،فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْهِ فَلَا يَتَكَلَّمْ اِلَّا بِخَيْرٍ‘‘ (بیت اللہ کے گرد طواف نماز ہے، مگر یہ کہ تم اس میں بات چیت کرسکتے ہو، لہذا جو اس میں بات کرنا چاہے اس کو چاہئے کہ خیر کے سوا کوئی بات نہ کرے) (ترمذی ونسائی، کذا فی جامع الاصول: حدیث:۱۴۶۵)

اس لئے نماز کے شرائط وآداب کی رعایت کے ساتھ طواف کریں اللہ کی عظمت وجلالت کا خیال ہو، وضو کے ساتھ ہوں، نگاہیں نیچی اور سامنے ہوں، ادھر ادھر نہ دیکھیں، دنیا کی باتیں نہ کریں۔

طواف کیسے کریں؟

طواف کے لئے سب سے پہلے حجر اسود کے پاس آئیں، اور حجر اسود سے ذرا پہلے کھڑے ہوکر کعبہ کی جانب رخ کرلیں، اور طواف کی نیت کریں، نیت کے بعد کعبہ ہی کی طرف رخ کرکے ذرا آگے بڑھیں اور حجر اسود پر آئیں اور کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر تین مرتبہ ’’بِسْمِ اللّٰهِ ،اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ، وَالصَّلَاةُ

وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ‘‘ کہیں اور یہ دعا پڑھیں:’’اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَ تَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَ اتِّبَاعًا بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ‘‘ (سنن کبری بیہقی:۵/۹۷، معجم کبیر طبرانی:۸۲۶)

پھر ممکن ہو اور آسانی سے میسر ہوسکے تو حجر اسود کا بوسہ لیں، اور اگر مجمع زیادہ ہو اور مجمع میں گھسنے سے دوسروں کو تکلیف ہونے کا امکان ہو تو دور ہی سے ’’استلام‘‘ کرے، یعنی ہاتھوں کو دور ہی سے اس طرح رکھے جیسے حجر اسود پر رکھے ہوں اور اپنے داہنے ہاتھ کو بغیر آواز کے بوسہ دیں۔ اس کے بعد اپنی بائیں جانب پھر جائیں اور کعبہ کو اپنی بائیں جانب رکھتے ہوئے طواف شروع کریں اور اس طرح سات چکر لگائیں، ایک چکر حجر اسود سے شروع ہوکر حجر اسود پر ختم کریں، اور جب رکن یمانی پر آئیں تو اس کو ایک یا دونوں ہاتھوں سے چھوئیں مگر بوسہ نہ دیں کہ یہ سنت نہیں ہے، اور جب حجر اسود پر آئیں تو پہلی دفعہ کی طرح ہاتھ اٹھائے بغیر کعبہ کی طرف چہرہ کریں اور ’’بِسْمِ اللّٰهِ ،اَللّٰهُ أَكْبَرُ‘‘ کہہ کر حجر اسود کا بوسہ لیں یا مجمع زیادہ ہو تو صرف دور ہی سے

استلام کریں اور سات چکروں کے بعد جب آخری مرتبہ ختم طواف پر حجر اسود پر آئیں تو آٹھویں مرتبہ بھی اس کا استلام کریں۔طواف کے لئے تصویر دیکھئے:

اور عمرے کا طواف کرنے والے مردوں کو طواف میں دو کام اور کرنے ہیں: ایک یہ کہ طواف کے تمام چکروں میں ''اضطباع'' بھی

کرنا چاہئے، اور اضطباع یہ ہے کہ احرام کی اوپر والی چادر کو اپنے داہنے ہاتھ کے بغل کے نیچے سے نکال کر اس کا کنارہ بائیں مونڈھے پر ڈال لیں اور داہنا مونڈھا کھلا رکھیں۔دیکھئے تصویر:

اور دوسرا کام یہ ہے کہ طواف کے اول تین چکروں میں ''رمل'' کرے اور رمل کا مطلب یہ ہے کہ ذرا اکڑ کر اور اپنے شانوں کو پہلوانوں کی طرح ہلا کر تیزی کے ساتھ قدموں کو قریب قریب رکھ کر چلے۔

اور یاد رہے کہ یہ دونوں باتیں صرف مردوں کو سنت ہیں، عورتوں کے لئے سنت نہیں ہیں، لہذا عورتیں نہ اضطباع کریں اور نہ رمل کریں۔حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ انھوں نے عورتوں کو رمل کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ ''کیا تمہارے لئے ہم میں نمونہ نہیں ہے؟ تم پر سعی یعنی رمل نہیں ہے''۔(سنن بیہقی مع الجوہر النقی: ۴۸/۵)

اسی طرح حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ: عورتوں پر بیت اللہ کے طواف میں رمل اور صفا و مروہ میں سعی نہیں ہے۔ (مسند الشافعی: ۱۴۰، سنن بیہقی مع الجوہر النقی: ۴۸/۵)

طواف کے بعض مسائل

طواف میں یہ باتیں واجب ہیں:

- پاکی ہونا، یعنی بڑی پاکی غسل و چھوٹی پاکی یعنی وضو کا ہونا
- شرمگاہ کا چھپا ہوا ہونا

- چلنے کی طاقت ہو تو چلکر طواف کرنا
- داہنی طرف سے طواف کرنا
- حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا۔

اور یہ باتیں سنت ہیں:

- حجر اسود کا استلام کرنا
- عمرہ کے طواف میں مردوں کو اضطباع کرنا
- عمرہ کے طواف میں مردوں کو پہلے تین چکروں میں رمل کرنا
- حجر اسود پر کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھانا
- حجر اسود سے طواف شروع کرنا
- تمام چکروں کا پے در پے کرنا۔(معلم الحجاج: ۱۲۸)

طواف میں ان باتوں کا خیال رکھیں

طواف میں ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے:

❁ طواف میں دعاء، استغفار، اور ذکر کا اہتمام کریں، اور جب رکن یمانی وحجر اسود کے درمیان میں ہوں تو ''رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ'' پڑھیں۔ (ابوداود: ۱۸۹۲، مسند احمد: ۴۱۱/۳، مسند الشافعی: ۱۴۰)

اور یاد رہے کہ اس کے علاوہ طواف کی کوئی خاص دعاء حدیث میں وارد نہیں ہے، اور ہر ہر چکر کی بھی کوئی مخصوص دعا منقول نہیں ہے۔ لہذا جو بھی دل میں آئے اللہ سے مانگیں یا کوئی بھی قرآن یا حدیث کی دعا بلا تخصیص پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں۔

❁ طواف کے دوران نگاہیں اپنے سامنے اور نیچی ہوں، ادھر ادھر نہ دیکھیں، اور کعبہ کی جانب بھی نہ دیکھیں، بعض لوگ کعبے کو دیکھ کر طواف کرتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔

❁ طواف میں کعبہ کا رخ صرف اس وقت کرنا چاہئے جب حجر اسود پر پہنچیں، اس کے علاوہ کسی اور جگہ کعبے کی طرف رخ کرنے سے طواف فاسد ہو جاتا ہے، لہذا اس کا بہت خیال رکھیں۔

❁ بعض لوگ اپنی لاعلمی و ناواقفیت کی وجہ سے طواف میں کعبہ کو جگہ جگہ سے لپٹ جاتے ہیں، کبھی رکن یمانی کے پاس، کبھی رکن عراقی کے پاس، یہ بھی صحیح نہیں، بلکہ اس سے طواف فاسد ہو جاتا ہے، رکن یمانی کو بغیر اس کی طرف رخ کئے صرف چھونے کا حکم ہے۔

❁ طواف میں کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں، مجمع زیادہ ہو تو اطمینان کے ساتھ چلیں، درمیان میں نہ گھسیں، اسی طرح حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے بھی کسی کو تکلیف نہ دیں، کہ کسی کو تکلیف دینا حرام ہے، خصوصاً بوڑھوں، ضعیفوں، بیماروں کو تکلیف دینا اور بھی برا ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا کہ: اے عمر! تو قوی آدمی ہے، لہذا کمزور کو حجر اسود کے پاس تکلیف نہ دینا، اگر خالی ہو تو بوسہ دینا اور نہ

صرف استلام کر لینا۔ (سنن البیہقی مع الجوہر النقی: ۸۰/۵)

❁ عورتوں کو چاہئے کہ طواف میں پردے کا خیال رکھیں اور مردوں سے الگ کنارے کنارے سے طواف کریں، ان کو مردوں کے درمیان گھسنا جائز نہیں۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک آزاد شدہ باندی نے ایک بار آکر حضرت عائشہ سے بتایا کہ میں نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا اور دو یا تین مرتبہ میں نے حجر اسود کا بوسہ بھی لیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اللہ تجھے ثواب نہ دے، اللہ تجھے ثواب نہ دے، کیا تو نے مردوں کا مقابلہ کیا ہے، کیوں نہ تو ''اللہ اکبر'' کہہ کر گزر گئی۔ (سنن بیہقی مع الجوہر النقی: ۸۱/۵)

ملتزم و زمزم

طواف سے فارغ ہونے کے بعد مستحب ہے کہ ملتزم پر آئیں اور اس کو چمٹ کر گڑگڑاتے ہوئے اللہ سے دعائیں مانگیں، حدیث میں

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مقام پر پہنچ کر اسی طرح کیا تھا۔ (ابوداود: ۲۶۱/۱، ابن ماجہ: ۲۱۲/۲)

ملتزم کعبہ کا وہ حصہ ہے جو تقریباً ڈھائی گز کے برابر حجر اسود اور کعبے کی دروازے کے درمیان ہے، یہ مقام بھی دعاء کی قبولیت کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ رکن یعنی کعبے کے دروازے اور مقام یعنی حجر اسود کے درمیان کا حصہ ملتزم ہے، کسی مصیبت زدہ بندے نے اس جگہ دعاء نہیں کی مگر وہ تندرست ہو گیا۔ (معجم کبیر طبرانی: ۱۵/۱۰)

حضرت عمرو سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنا سینہ و چہرہ ملتزم سے چمٹا لیا تھا۔ اور ابن عباس سے بھی روایت ہے کہ وہ ملتزم سے چمٹ جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جس نے بھی یہاں چمٹ کر اللہ سے کچھ سوال کیا اللہ نے اس کو ضرور عطا کیا ہے۔ (سنن الصغری للبیہقی: ۲۰۵/۲)

لہذا یہاں خوب دل لگا کر دعاء کریں، مگر یاد رہے کہ کسی کو تکلیف نہ دیں اور مجمع زیادہ ہو تو انتظار کریں یا جس قدر آسانی سے ہو

سکے اس پر اکتفاء کریں۔

زمزم کے پاس آئیں اور خوب سیر ہوکر زمزم کا پانی پئیں ۔

زمزم کا پانی بہت مقدس ہے اور بڑا فائدہ مند بھی ،احادیث میں اس کی فضیلت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:" مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَـهُ "(زمزم کا پانی ہراس چیز کے لئے ہے جس کی نیت کی جائے)(ابن ماجہ:۳۰۶۲،مسند احمد:۱۴۸۹۲،دار قطنی:۲۷۳۹،سنن بیہقی:۱۴۸/۵)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمزم کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا کہ:"یہ مبارک ہے، جو کھانے کا کھانا اور بیماری کی شفا ہے۔(مسند طیالسی:۳۶۴/۱،سنن بیہقی:۱۴۸/۵،مسند بزار:۳۶۹/۹)

اس موقعہ پر اللہ سے بہترین چیز مانگنا چاہئے ،ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن کی پیاس سے حفاظت کے لئے پیتا ہوں پھر آپ نے زمزم پیا۔(شعب الایمان:۳۰/۶)

نیز امام ابن المبارک نے جب زمزم پینا چاہا تو فرمایا کہ اے

اللہ ! مجھ سے عبد اللہ بن المؤمل نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوالزبیر نے بیان کیا،ان سے حضرت جابر نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: زمزم کا پانی ہراس کام کے لئے ہے جس کی نیت کی جائے ،لہذا میں قیامت کی پیاس کے لئے اس کو پیتا ہوں ۔(معجم ابن المقری:۳۶۱/۱)

اس سلسلہ میں ایک لطیفہ بھی کتابوں میں لکھا ہے کہ امام حمیدی کہتے ہیں کہ ہم حضرت سفیان بن عیینہ کی خدمت میں تھے ،آپ نے زمزم کی مذکورہ حدیث روایت کی ،تو ایک شخص مجلس میں سے کھڑا ہوا اور جا کر پھر واپس آیا،اور کہنے لگا کہ اے ابو محمد! آپ نے زمزم کے بارے میں جو حدیث بیان کی کیا وہ صحیح نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں صحیح ہے اس نے کہا کہ میں نے اس نیت سے زمزم جا کر پیا ہے کہ آپ مجھے سو حدیثیں سنائیں ۔حضرت سفیان نے کہا کہ اچھا ،بیٹھو، پھر ایک سو حدیثیں اس کو سنائیں۔(المجالسۃ للدینوری:۳۴۲/۲،اخبار الظراف لابن الجوزی:۱۲۱/۱)

لہذا خوب سیر ہوکر زمزم پئیں،پھر دو رکعت نماز" واجب الطّواف"

مقام ابراہیم کے پاس یا جہاں بھی مسجد حرام میں موقعہ ہو پڑھیں۔

مقام ابراہیم اور نماز طواف

مقام ابراہیم کعبے کے دروازے اور حطیم کے درمیان رکھا ہوا ہے اور اس کے بارے میں بہت سے اقوال ہیں،ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر آپ نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کی تھی ۔حضرت انس کہتے ہیں کہ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم کے نشانات میں نے دیکھے ہیں جو لوگوں کے چھونے کی وجہ سے مٹ گئے ہیں ۔(تفسیر ابن کثیر:۴۱۴/۱،البحر المحیط:۵۵۲/۱)

بہر حال یہ مقام بڑا مبارک مقام ہے، یہاں دو رکعت نماز کا طواف کے بعد پڑھنا مشروع ہے ۔قرآن کریم میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ:" وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى "(اور مقام ابراہیم کو مصلی بناؤ)(البقرۃ:۱۲۵)

رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ آکر بعد طواف دوگانہ نماز ادا کی تھی لہذا یہاں دو رکعت نماز پڑھیں ،اور یہ دو رکعتیں واجب ہیں ،اور ہر طواف کے بعد ان کا پڑھنا ضروری ہے ۔اور ان کو فوراً بعد طواف پڑھنا بہتر ہے اور تاخیر مکروہ ہے، ہاں اگر مکروہ وقت ہو تو مکروہ وقت نکلنے کے بعد پڑھنا چاہئے ۔تصویر دیکھئے:

صفا و مروہ پر

طواف اور نماز طواف ادا کرنے کے بعد اب آپ کو صفا و مروہ پر جانا ہے اور وہاں ان دو چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے درمیان سعی کرنا ہے صفا و مروہ کی ان دو چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں سے ایک مقدس تاریخ وابستہ ہے، یہیں حضرت ہاجرہ علیہ السلام نے اپنے نور نظر و لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے ان کی شیر خوارگی کے زمانے میں پانی یا کسی قافلہ کی تلاش میں سعی کی تھی اور ان پر سات بار چکر لگایا تھا، اور ان کے درمیان ایک جگہ پر دوڑی بھی تھیں۔ اللہ کو ان کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ اللہ نے اس عمل ''سعی'' کو قیامت تک زندۂ جاوید عمل بنا دیا اور ہر عمرہ و حج کرنے والے کے لئے اس سعی کو واجب و لازم اور سعی کے درمیان دوڑنے کو سنت قرار دے دیا۔

سعی کے چند مسائل

- صفا و مروہ پر سعی کرنا حنفیہ کے نزدیک واجب ہے

- سعی میں سات چکر ہیں: صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر شمار ہوتا ہے، اس طرح سات چکر ہونا چاہئے
- سعی صفا سے شروع کر کے مروہ پر ختم کرنا واجب ہے
- اگر کوئی عذر نہ ہو تو سعی پیدل چل کر کرنا چاہئے، لہٰذا جو لوگ بلا عذر سواری و گاڑی پر سعی کرتے ہیں ان پر دم دینا واجب ہو جاتا ہے
- اگر سعی پیدل شروع کرنے کے بعد بیماری یا کمزوری کی وجہ سے چلا نہ جا سکے تو باقی سعی کو گاڑی میں پورا کر لینا جائز ہے
- طواف کے فوراً بعد سعی کرنا سنت ہے، واجب نہیں ہے
- سعی کے پھیروں میں ایک کے بعد دوسرے کا مسلسل کرنا سنت ہے، بلا عذر درمیان میں فاصلہ مکروہ ہے
- صفا و مروہ پر چڑھنا بھی سنت ہے، لہٰذا بلا عذر اس کو ترک کرنا مکروہ ہے

سعی میں وضو کا ہونا سنت ہے، واجب نہیں

- میلین اخضرین (ہرے لائٹوں) کے درمیان تیز قدموں سے چلنا بھی سنت ہے، مگر زور زور سے دوڑنا مکروہ ہے۔ اگر کسی عذر سے کسی سواری پر سعی کریں تو میلین کے درمیان سواری کو بھی تیز کر دیں
- اگر سعی کے دوران نماز کھڑی ہو جائے تو نماز میں شریک ہو جائیں اور نماز کے بعد اپنی باقی سعی پوری کر لیں۔

سعی کا طریقہ

سعی کا طریقہ یہ ہے کہ طواف کے بعد باب الصفا سے نکل کر صفا پر اس قدر چڑھیں کہ وہاں سے کعبۃ اللہ نظر آ جائے، بہت اوپر تک نہیں چڑھنا چاہئے، اور چڑھنے سے پہلے یہ دعاء پڑھ لیں: '' أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ تَعَالی بِهٖ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ'' اس کے بعد صفا پر چڑھ کر قبلہ رو ہو کر، دعاء میں جس طرح ہاتھ اُٹھاتے ہیں، اس طرح ہاتھ اُٹھا کر یہ دعاء پڑھیں: اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ،

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ أَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ''

(تین بار) (مسلم:۳۰۰۹، ابوداود:۱۹۰۷، صحیح ابن خزیمہ:۴/۲۳۰، مسند احمد:۱۴۴۸۰)

اور اس جگہ خوب دعائیں مانگیں، کہ یہ بھی قبولیت دعاء کے مقامات میں سے ایک ہے، اور خشوع و خضوع کے ساتھ جو جی چاہے وہ اللہ سے مانگیں، اس کے بعد صفا سے اتر کر مروہ کی جانب معمولی چال سے چلیں اور جب میلین اخضرین (ہرے لائٹ) پر پہنچیں تو مردوں کو چاہئے کہ ذرا تیز قدموں سے دوڑیں، مگر بھاگ بھاگ کر نہ جائیں کہ یہ خلاف سنت ہے، اور جب میلین اخضرین سے آگے نکل جائیں تو دوڑنا بھی بند کر دیں، اور معمولی چال سے چلیں، یہ تیز چلنے کا حکم مردوں کو ہے، عورتوں کو نہیں، لہٰذا عورتیں پوری سعی میں معمولی چال ہی چلیں اور جب مروہ تک پہنچیں تو پھر وہی دعاء پڑھیں جو صفا کے پاس پڑھی تھی یعنی: '' أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ تَعَالی بِهٖ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ

مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ"۔ اس کے بعد مروہ پر چڑھ کر ہاتھ اُٹھا کر یہ دعاء پڑھیں :اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ" (تین بار)(ابن خزیمہ:۲۳۰/۴،مسندِ ابویعلی:۴۲۲/۲،منتقی ابن جارود:۱۲۱/۱)

یہاں بھی خشوع وخضوع کے ساتھ جو جی چاہے وہ اللہ سے مانگیں۔ یہ ایک چکر ہوگیا پھر مروہ سے اتر کر صفا کی طرف کو چلیں اور وہی دعائیں پڑھیں جو اوپر بتائی گئی ہیں،اس طرح سات چکر پورے کریں اور ساتویں چکر کے بعد مروہ سے اتر کر مسجد حرام میں آکر دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔

سعی کی غلطیاں

سعی میں لوگوں سے بعض غلطیاں ہو جاتی ہیں ان کی اصلاح کر لینا

چاہئے:

- بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سعی میں ایک چکر صفا سے شروع ہو کر صفا پر ختم ہوتا ہے، یہ بات غلط ہے، سعی صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر ہوتا ہے۔
- بعض لوگ صفا ومروہ پر اس طرح ہاتھ اٹھاتے ہیں جیسے نماز میں کانوں تک اٹھائے جاتے ہیں، یہ بھی غلط ہے، بلکہ یہاں ہاتھ اس طرح اٹھانا چاہئے جیسے دعاء میں سینہ تک اٹھاتے ہیں۔
- بعض لوگ پوری سعی میں تیز تیز چلتے ہیں،اور بعض بھاگتے رہتے ہیں، یہ دونوں باتیں صحیح نہیں ہیں، بلکہ صرف میلین اخضرین کے درمیان تیز چلنا چاہئے۔
- عورتیں بھی سعی میں بھاگتی رہتی ہیں،حالانکہ عورت کو معمولی چال چلنا چاہئے۔

عمرہ کا آخری عمل

سعی کے بعد عمرے کا صرف ایک کام باقی رہ جاتا ہے،اور وہ ہے حلق یا قصر۔حلق کے معنے سر کے بال مونڈنا اور قصر کے معنے ہیں سر کے بال کٹانا۔لہذا جب سعی سے فارغ ہو جائیں تو نماز پڑھ کر سر کے بال مونڈ ڈالیں اور مونڈنا افضل ہے یا کم از کم ایک ربع یعنی پاؤ سر کے بالوں کو کٹادیں۔یاد رہے کہ:

- سر کے ایک چوتھائی بالوں کا منڈانا یا کٹانا لازم ہے،اس سے کم سے احرام نہیں کھل سکتا۔
- تمام سر کے بال منڈانا سنت ہے اور یہ کٹانے سے افضل ہے۔
- اگر بال کٹانا ہو تو ایک انگل سے زیادہ بال کٹائیں تاکہ چھوٹے بڑے سب بال کٹ جائیں۔
- لیکن یہ منڈانے کا حکم مردوں کے لئے ہے اور عورت کے لئے

صرف قصر یعنی کٹانے کا حکم ہے اور عورتیں اپنے بالوں میں سے ایک انگل کے برابر اس طرح کاٹیں کہ سارے سر کے یا کم از کم چوتھائی سر کے بال کٹ جائیں۔

الغرض جب سر کے بال منڈادیں یا کٹادیں تو آپ احرام سے حلال ہو جائیں گے اور وہ سب امور جو احرام کی وجہ سے ممنوع ہو گئے تھے وہ اب جائز وحلال ہو جائیں گے اور جب تک یہ عمل مکمل نہیں ہوگا احرام باقی رہے گا اور جب سر کے بال منڈادیں یا کٹادیں تو آپ کا عمرہ مکمل ہو جائے گا۔

زیارت مدینہ

حج یا عمرے کے سفر میں ایک نہایت بڑی فضیلت و مہتم بالشان عبادت زیارت مدینہ بھی ہے کہ آقائے نامدار سید الکائنات حضور پرنور سرور عالم ﷺ کے روضہ اقدس و مسجد مقدس کی زیارت کی جائے۔اگر چہ اس کو حج یا عمرے کے ارکان سے کوئی تعلق نہیں ہے،لیکن

جب اللہ تعالیٰ کسی کو اس مقدس سرزمین میں حاضری کی سعادت بخشے تو اس سفر میں ''زیارت مدینہ'' کو بھی شامل کر لینا حج وعمرے کی قبولیت کا عمدہ ذریعہ ہے اور بذات خود بھی ایک بہترین عبادت ہے۔ پھر ذرا سوچئے کہ کون مسلمان ایسا ہوگا کہ حج یا عمرے کو جائے اور مدینہ کو اپنے سفر میں شامل نہ کرے الا یہ کہ کوئی عذر پیش آجائے۔

فضائل مدینہ

مدینہ پاک وہ مبارک بقعہ ہے جہاں ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے ہجرت کرکے اپنی زندگی کے دس سال گزارے اور اللہ کے آسمانی پیغام کو اپنی خداداد صلاحیت وبصیرت سے پورے عرب میں پہنچادیا اور زمین پر بسنے والے کروڑوں بے راہ لوگوں کو ہدایت سے روشناس فرمایا۔ نیز مدینہ وہ شہر ہے جہاں خود اللہ کے نبی کا روضہ ہے، جہاں مسجد نبوی ہے، جہاں مسجد قبا ہے، جہاں روضۃ الجنۃ ہے۔ لہذا مدینہ منورہ کو پوری عظمت ومحبت، عشق ونیاز کے ساتھ باادب واحترام

حاضر ہونا چاہئے۔

المدینۃ المنورۃ کے بہت سے فضائل احادیث مبارکہ میں وارد ہوئے ہیں، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ: مدینہ لوگوں کو اس طرح صاف وپاک کردیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کو صاف کردیتی ہے۔
(بخاری:۱۸۷۱، صحیح ابن حبان:۳۷۲۳)

ایک حدیث میں ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے دعاء کی کہ: ''اللّٰھُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدّ'' (اے اللہ! مدینہ کو ہمارے لئے مکہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ محبوب بنادے)
(بخاری:۱۸۸۹، صحیح ابن حبان:۳۷۲۳، مسند احمد:۲۴۳۳۳)

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ فَإِنِّي أَشْفَعُ لَهٗ أَوْ أَشْهَدُ لَهٗ'' (تم میں سے جو شخص مدینہ میں مرسکتا ہو وہ مدینہ میں مرے، کہ میں اس کے حق میں شفاعت کروں گا یا یہ فرمایا کہ میں اس کے حق

میں گواہی دوں گا) (السنن الکبری للنسائی: ۴۲۷۱، واللفظ لہ شعب الایمان:۶/۶۲)

لہذا مدینہ طیبہ کا سفر ایک مسلمان کے لئے جس قدر باعث خوشی ومسرت ہوسکتا ہے اور جس طرح جذبات عشق ومحبت سے لبریز ہوسکتا ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ اس سب کے ساتھ جب وہ اس جیسی حدیث پڑھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ وَفَاتِيْ فَكَأَنَّمَا زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ'' (جس نے میری وفات کے بعد حج کیا اور پھر میری قبر کی زیارت کی تو اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی) اور ایک حدیث میں یہ کہ: ''مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ'' (جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی) (دار قطنی:۲۶۹۳-۲۶۹۵، اتحاف الزائر لابن عساکر:۲۰-۲۵)

اور یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ

جَفَانِيْ'' (جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہیں آیا اس نے مجھ سے بے وفائی کی) (جامع الاحادیث للسیوطی:۲۱۹۹۷، کنز العمال:۱۲۳۶۸)

یہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں مگر متعدد ہونے کی وجہ سے قابل احتجاج ہیں، سیوطی نے فرمایا کہ اس کو ابن الجوزی نے موضوعات میں داخل کیا مگر یہ صحیح نہیں، کنز العمال میں بھی اسی طرح ہے، اور علامہ حسن بن احمد الصنعانی نے فتح الغفار میں فرمایا کہ: اس کے شواہد ضعیفہ موجود ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں اور تمام شہروں میں مسلمانوں کا عمل بھی اسی پر ہے۔ (فتح الغفار:۲/۸۴۷)

علامہ عبدالحی لکھنوی نے اسی لئے فرمایا کہ: یہ احادیث اگرچہ کہ ضعیف ہیں لیکن ان میں سے بعض ضعف قادح سے سالم ہیں اور ان کے مجموعہ سے قوت حاصل ہو جاتی ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے ''التلخیص الحبیر'' میں اور علامہ تقی الدین السبکی نے ''شفاء السقام'' میں تحقیق کی ہے اور ان کے بعض معاصرین اور وہ ابن تیمیہ ہیں انھوں

نے غلطی کی کہ یہ گمان کرلیا کہ اس باب میں وارد تمام احادیث ضعیف بلکہ موضوع ہیں۔(التعلیق الممجد بہ تحقیق علامہ تقی الدین ندوی: ۴۴۸/۳)

الغرض مدینہ کا سفر اور آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کی زیارت ایک نہایت مبارک عمل ہے، جس کی ہر مومن کے دل میں خواہش وآرزو ہوتی ہے۔

مسجد نبوی و ریاض الجنۃ میں

جب مدینہ طیبہ میں حاضر ہوں تو سب سے پہلے غسل کر کے پاک وصاف لباس پہن کر عطر سے معطر ہو کر مسجد نبوی حاضر ہوں اور مسجد کے داخلہ کے آداب کا پورا لحاظ کرتے ہوئے دعاء پڑھ کر داخل ہوں، اور بہتر ہے کہ باب جبریل سے داخل ہوں، پھر ریاض الجنۃ میں آئیں۔

مسجد نبوی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد اللہ کے حکم سے خود حضرت نبی کریم ﷺ نے رکھی اور اس کی تعمیر بھی خود آپ نے اپنے ہاتھوں سے فرمائی۔اس میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں کے لحاظ سے ایک

ہزار نمازوں کے برابر ہے۔چنانچہ ایک حدیث میں خود اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ:" صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِد الْحَرَام "(میری اس مسجد میں نماز دوسری مسجدوں کے لحاظ سے ایک ہزار نمازوں سے بڑھ کر ہے، سوائے مسجد حرام کے)(بخاری:۱۱۹۰، مسلم:۳۴۴۰)

اور ایک حدیث میں مسجد نبوی میں نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہونا آیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ: وَ صَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِي هٰذَا بِخَمْسِينَ أَلْفُ صَلَاةٍ "(میری اس مسجد میں آدمی کی نماز پچاس ہزار کے برابر ہے)(ابن ماجہ:۱۴۱۳، معجم اوسط طبرانی:۱۱۲/۸)

لیکن اس کی سند ضعیف ہے، جیسا کہ ابن حجر نے فرمایا اور اس کا متن بھی منکر ہے جیسا کہ حافظ ذھبی نے کہا ہے۔(دیکھو: تلخیص الحبیر:۴۳۸/۴، تخریج الاحیاء للعراقی:۲۰۲/۱)

پھر ریاض الجنۃ میں حاضر ہوں اور وہاں دو رکعت نماز "تحیۃ

المسجد" پڑھیں۔ریاض الجنۃ مسجد نبوی میں روضۂ اقدس اور ممبر رسول کے درمیان کا ایک حصہ ہے، جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:" مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ "(میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے)(بخاری:۱۱۹۶، مسلم:۳۴۳۴)

اس حدیث کی تشریح میں علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث کا ایک معنی یہ ہے کہ یہ حصہ جنت کے باغ کے جیسا ہے، کہ جس طرح جنت میں اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور سعادتوں کا حصول ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی یہ دولت حاصل ہوتی ہے۔ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس میں عبادت جنت میں پہنچنے کا وسیلہ وذریعہ ہے۔اور ایک مطلب یہ بیان کیا گیا کہ یہ حصہ حقیقت میں جنت ہی ہے، اس لئے کہ یہ حصہ قیامت میں جنت میں منتقل کر دیا جائے گا۔علامہ انور شاہ کشمیریؒ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کی یہی شرح سب سے زیادہ صحیح ہے۔

(فتح الباری:۱۰۰/۴، شرح البخاری لابن بطال:۵۵۷/۴، عمدۃ القاری:۳۴۷/۱۱، فیض الباری:۴۵/۴)

اور ریاض الجنۃ میں عبادت کا بڑا ثواب ہے، ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص ریاض الجنۃ میں چار رکعات نماز پڑھتا ہے اسے "بطنان عرش" یعنی عرش کے درمیانی حصہ سے پکارا جاتا ہے کہ اے بندے! تیرے تمام گزشتہ گناہ بخش دئے گئے، لہذا از سرنو عمل کرو۔"(اخبار مکہ فاکھی:۴۶۸/۱)

لہذا اس جگہ پہنچنا دراصل جنت میں داخل ہو جانا ہے، یہاں جا کر سوچے کہ اللہ نے مجھے جنت کے ایک حصہ میں داخل فرمایا ہے، بظاہر تو یہ دنیا ہے مگر حقیقت میں یہ جنت ہے، اس پر اللہ کا شکر ادا کریں اور یہ دعاء کریں کہ اے اللہ! جس طرح تو نے مجھے یہاں اس جنت میں داخل کیا ہے قیامت میں بھی جنت میں داخلہ نصیب فرما۔اور یہ موقعہ بھی قبولیت دعاء کا ہے، لہذا خوب گڑ گڑا کر اللہ سے دعائیں مانگیں اور نماز و ذکر وتلاوت کا اہتمام کریں۔لیکن یہ یاد رکھیں کہ یہاں لوگوں کا ہجوم

رہتا ہے، اور لوگ دوسروں کو تکلیف دے کر یہاں جانے کی کوشش کرتے ہیں، یہ بات غلط ہے ذرا انتظار کریں تو یہاں آرام سے جگہ مل جاتی ہے۔

روضۂ خضراء پر حاضری

اے زائرین کرام! اب وہاں سے چل کر روضۂ نبوی پر حاضری دیں، یہ کس کا روضہ ہے؟ یہ سرورِ عالم، سید الکائنات، فخرِ موجودات، افضل المخلوقات حضرت محمد ﷺ کا روضہ شریف ہے جہاں آپ آرام فرما ہیں اور اہل سنت کے عقیدے کے مطابق آپ اپنی قبر اطہر میں زندہ موجود ہیں، اور آپ کا مرتبہ و مقام کس مسلمان سے پوشیدہ ہوگا؟ اور آپ کا تمام انبیاء و رسل میں سب سے افضل ہونا کس سے مخفی ہے؟ کہنے والے نے سچ کہا ہے:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور آپ یہ نہ بھولیں کہ اس وقت آپ ایک ایسی مقدس ومحترم جگہ پر ہیں جہاں اللہ کے فرشتے بھی باادب و احترام حاضر ہوتے ہیں، یہ وہ مقام ہے جہاں اربابِ تخت و تاج واصحابِ بخت و باج بھی سرنگوں آتے ہیں، اولیاء کرام ومشائخ عظام، علماء وفضلاء سب کے سب غلامانہ حاضری دیتے ہیں، دنیا کے رؤساء وارباب دولت، اہل عقل و دانش سب کی سطوتیں جھکی ہوئی نظر آتی ہیں۔

لہذا نہایت ادب و احترام کے ساتھ خشوع وخضوع کا لحاظ کرتے ہوئے، نگاہوں کو باوقار طریقہ سے نیچے رکھتے ہوئے مواجہ شریف میں سرہانے کی دیوار کے کونے والے ستون سے تین چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑے ہوجائیں اور پشت قبلہ کی جانب رکھیں، ادھر ادھر ہرگز نہ دیکھیں، پوری توجہ آنحضرت ﷺ کی جانب ہو، یہ خیال ہو کہ آپ کے سامنے میں اس طرح حاضر ہوں جیسے آپ کی زندگی میں حاضری ہوتی۔ پھر آپ پر درمیانی آواز کے ساتھ سلام و درود کا تحفہ

بھیجیں۔ یہ سلام وصلاۃ خود بہ نفس نفیس آپ سنتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ”مَا مِنْ أَحَدٍ يُسلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ“ (کوئی بھی شخص مجھ پر سلام نہیں بھیجتا مگر اللہ تعالی میری روح کو لوٹاتے ہیں حتی کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں) (ابو داود: ۲۰۴۳، مسند احمد: ۱۰۸۲۷، سنن بیہقی: ۵/۲۴۵)

درود وسلام بھیجنے کا طریقہ یہ ہے کہ: نہ زور سے نہ بہت آہستہ بلکہ درمیانی آواز کے ساتھ یوں عرض کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا نَبِيَّ اللّٰه ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰه ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا خَاتَمَ الْأَنْبِيَاء ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ .

پھر دل کھول کر گڑگڑا کر آپ سے اپنے حق میں دین و دنیا کے

لئے اللہ سے دعا کرنے کی درخواست کریں اور گناہوں کی معافی کے لئے اللہ سے استغفار اور قیامت میں ”شفاعت“ کرنے کی گزارش کریں اور یوں عرض کریں کہ یا رسول اللہ! میرے گناہوں نے میری کمر توڑ دی ہے، میں آپ کے سامنے اللہ سے توبہ کرتا ہوں اور آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ میری معافی کے لئے آپ اللہ سے شفارش فرمائیں اور روزِ قیامت بھی ضرور میری سفارش فرمائیں۔ اس کے بعد اگر کسی نے آپ کے دربار میں سلام پیش کرنے کہا ہو تو اس کا سلام پیش کریں یا خود آپ کسی کا سلام پیش کرنا چاہیں تو پیش کریں، اور ان لوگوں کے لئے بھی دعاء کی درخواست کریں۔

روضہ پر لوگوں کی اغلاط

روضۂ خضراء کے پاس بھی بعض لوگ اپنی جہالت وناواقفیت کی وجہ سے بعض کام بے ادبی وگستاخی کے یا کفریہ وشرکیہ قسم کے کرتے ہیں، ان سے بچنا ضروری ہے، لہذا یہاں ان کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

سجدہ ورکوع یا اور کوئی عبادت صرف اور صرف اللہ تعالی کے لئے ہے، اس میں کسی کا کوئی حصہ نہیں، غیر اللہ کے لئے عبادت شرک ہے، لہذا یہاں بھی کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے۔ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں فرمایا کہ: " لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى ، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَاءِ هِمْ مَسَاجِدَ " (اللہ یہود ونصاریٰ کو غارت کرے کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا)۔ (بخاری:۲۶۶۵، مسلم:۵۲۹، مسند احمد:۲۴۹۳۹، وغیرہ)

ایک روایت میں حضرت جندب کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے وفات سے پانچ دن قبل فرمایا کہ: " إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ أَنْبِيَاءِ هِمْ وَ صَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ ، أَلَافَلَا تَتَّخِذُوْا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ ، فَإِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ " (بے شک تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا کرتے تھے، خبردار تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنالینا، پس میں تم کو اس

سے منع کرتا ہوں) (مسلم:۵۳۲، صحیح ابن حبان:۳۳۴/۱۴)

بعض لوگ روضہ شریف کی جالیوں کو چھونے اور بوسہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، یا اس کے سامنے جھکنے کی ادا اختیار کرتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے، اس سے بچنا چاہئے، کیونکہ خود اللہ کے رسول ﷺ نے اس قسم کی تعظیم سے منع کیا ہے۔

بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ زور زور سے سلام و درود پیش کرتے ہیں، اور مسجد میں ایک شور سا ہونے لگتا ہے، یہ بات منع ہے، آپ ﷺ کے ادب کے خلاف ہے۔ حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں کہ ایک بار میں مسجد نبوی میں تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری، میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر بن الخطاب تھے، آپ نے (دو شخصوں کو دکھا کر) فرمایا کہ ان دو کو میرے پاس لے آؤ، وہ کہتے ہیں کہ میں ان کو لیکر آپ کے پاس آیا، آپ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اگر تم

یہاں کے ہوتے تو تمہاری پٹائی کرتا، تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو؟ (بخاری:۴۷۰)

تاریخ میں ہے کہ ایک بار حضرت امام مالک سے ان کے زمانے کا بادشاہ امیر المومنین ابوجعفر المنصور نے مسجد نبوی میں کسی سلسلہ میں بحث کی اور اس کی آواز بلند ہوگئی تو امام مالک نے فرمایا کہ اے امیر المومنین! اس مسجد میں آواز بلند نہ کریں، اللہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو یہ ادب سکھایا ہے ﴿ لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﴾ (اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو) اور ایک جماعت کی تعریف اس طرح کی: ﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﴾ (جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی آواز کو پست کر لیتے ہیں) اور پھر فرمایا کہ آپ ﷺ کی عظمت وفات کے بعد بھی اسی طرح ہے جیسے زندگی میں ہوتی ہے۔ (ترتیب المدارک قاضی عیاض:۶۸/۱، خلاصہ الوفاء للسمہودی:۵۱/۱)

بعض لوگ اس موقعہ پر بھی ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے اور دوسروں کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اس سے ایک جانب ادب رسول کے خلاف گستاخانہ انداز ظاہر ہوتا ہے تو دوسری جانب دوسروں کو اذیت دینے کی قباحت بھی لازم آتی ہے۔

حضرت صدیق وفاروق کی خدمت میں سلام

اس کے بعد حضور علیہ السلام کے جوار میں مدفون آپ کے دو صحابہ حضرت ابوبکر الصدیق وحضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہما کی خدمات مقدسہ میں سلام پیش کریں، اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سلام پیش کریں، آپ کی مزار حضور علیہ السلام کے جوار میں ایک ہاتھ داہنی جانب کو ہے اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے ایک ہاتھ داہنی جانب مدفون ہیں، لہذا یکے بعد دیگرے ان حضرات کو سلام پیش کریں اور کسی کا سلام ہو تو اس کو بھی پیش کریں۔ اور قارئین کتاب سے

بندہ کی عاجزانہ گزارش ہے کہ اس عاجز وفقیر کا سلام بھی دربارِ عالی میں پیش کردیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ .

فقط

محمد شعیب اللہ خان
مہتمم الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم

نعت

نبی کا مقدس حرم دیکھ آئے

(از: محمد شعیب اللہ خان ظرفیؔ)

خدا نے بلایا تو ہم دیکھ آئے	نبی کا مقدس حرم دیکھ آئے
تمنّا تھی جس کی زمانہ سے ہم کو	بفضلِ خدا دمبدم دیکھ آئے
نہ پائے گا اس سے حسیں کوئی منظر	کوئی گرچہ باغِ ارم دیکھ آئے
وحی کا وہ مہبط عجب دلربا ہے	ہم اس کا خصوصی بھرم دیکھ آئے

وہ گنبد کا منظر وہ روضہ کی جالی	ادب سے وہ با چشم نم دیکھ آئے
نبی کی وہ مسجد وہ محراب ومنبر	سبھی کو بنظر اتم دیکھ آئے
وہ جنت کے روضہ کی دلکش فضائیں	نبی کی وہ موجِ کرم دیکھ آئے
مدینہ کے کنکر بھی ایسے ہیں روشن	کہ شمس وقمر کو عدم دیکھ آئے
گواہی دی دل نے ہے اسلام زندہ	جو اسلام کا واں علم دیکھ آئے
یقیناً ہے خوش بخت وہ آنکھ یارو	جو ان کا درِ محترم دیکھ آئے
خدا کی عنایت ہے تم پر اے ظرفیؔ	کہ بے سروساماں حرم دیکھ آئے

مکۃ المکرمۃ کے متبرک مقامات

مکۃ المکرّمہ ومدینۃ المنورۃ کے بعض مقدس ومتبرک قابل زیارت مقامات کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے، اگر موقعہ ہوجائے تو ان کی زیارت کی جائے، کیونکہ ان کی زیارت مستحب ہے۔

مسجد الرَایہ: یہاں رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن اپنا جھنڈا نصب کیا تھا، یہ جنت المعلی کے راستے میں واقع ہے، اسی لئے اس کو مسجد الرایہ کہتے ہیں۔(فی رحاب البیت العتیق:۹۰)

مسجد الجِنّ: جہاں جنات نے آپ ﷺ سے قرآن سنا اور اسلام لائے تھے، یا آپ نے یہاں جنات کو دعوتِ اسلام دی تھی۔(اخبار مکہ ازرقی:۱۹۲/۲، فی رحاب البیت العتیق:۸۹)

مسجد تنعیم: یہاں حدحرم ختم ہوتی ہے، یہاں سے عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہاں سے عمرہ کا احرام باندھا تھا، اس لئے اس کو مسجد عائشہ بھی کہتے ہیں۔(فی رحاب البیت العتیق:۸۹)

مسجد نمرہ: عرفات کی بڑی مسجد ہے، کہا جاتا ہے کہ یہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مناسک حج سکھائے تھے۔(فی رحاب البیت العیق:۲۳۳)

مسجد خیف: یہ منی کی بڑی مسجد ہے، جہاں ستر انبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی ہے۔(اخبار مکہ ازرقی:۴۹)

جنت المَعْلٰی: مکہ کا قبرستان، جہاں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین مدفون ہیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مزار بھی یہیں ہے۔(رحلۃ ابن بطوطہ:۶۴، رحلہ ابن جبیر:۳۲)

جبل النور: جس میں غار حرا ہے، جس میں قرآن نازل ہوا، جہاں آپ ﷺ نبوت سے پہلے عبادت کے لئے جاتے تھے۔(آثار البلاد للقزوینی:۴۶)

جبل ثور: اسی کے غار میں آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے وقت کفار سے چھپ کر تین دن تک ٹھیرے تھے، اس غار کا قرآن میں ذکر ہے۔(آثار البلاد للقزوینی:۴۶)

مدینہ منورہ کے متبرک مقامات

مسجد قُباء: یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے جسے خود رسول اللہ ﷺ نے تعمیر کیا تھا، اس میں دو رکعت نماز کا ثواب عمرے کے برابر ہے۔ (آثار البلاد للقزوینی:۴۰، اخبار مدینہ:۱/۳۲)

مسجد القِبلتین: جب کعبہ کو قبلہ بنانے کی آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے نماز ہی میں بیت المقدس کی جانب سے کعبہ کی جانب چہرہ کرلیا تھا، اس لئے اس کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ (التحفۃ اللطیفہ:۲۳)

مسجد الاجابۃ: جنت البقیع کے شمال میں ہے، یہاں آپ ﷺ کی تین دعاؤں میں سے دو قبول ہوئیں، اس لئے اس کو مسجد اجابہ کہتے ہیں۔ (التحفۃ اللطیفہ سخاوی:۲۲)

مسجد الفتح: سلع پہاڑی پر ہے، یہاں غزوۂ احزاب میں حضور ﷺ نے تین دن تک فتح کی دعا مانگی تھی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ (تاریخ مکۃ المشرفہ:۲۹۹، معلم الحجاج:۳۲۹)

جنت البقیع: یہ مدینہ کا مشہور قبرستان ہے جہاں متعدد ازواج مطہرات، حضور کی صاحبزادیاں حضرت فاطمہ و رقیہ، و صاحبزادے ابراہیم، حضرت عثمان غنی، اور بے شمار صحابہ و تابعین مدفون ہیں، آپ ﷺ بار بار یہاں تشریف لاکر یہاں مدفون لوگوں کے لئے دعا کرتے تھے۔ (اخبار مدینہ:۱/۶۱، معلم الحجاج:۳۲۶)

بئر اَریس: مسجد قبا کے پاس ایک کنواں ہے، اس میں حضور ﷺ نے اپنے پیر لٹکائے تھے اور اس سے پانی بھی پیا ہے اور اس میں اپنا لعاب بھی ڈالا ہے۔ (تاریخ مکۃ المشرفہ:۲۴۴)

بئر بُضاعہ: اس کنویں میں بھی آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا تھا اور اپنا لعاب ڈالا تھا اور برکت کی دعا کی تھی، اور کوئی بیمار ہوتا تو اس کے پانی سے غسل دیا جاتا تو وہ ٹھیک ہوجاتا تھا۔ (آثار البلاد:۴۲)

بئرُ حاء: باب مجیدی کے سامنے حضرت ابوطلحہ کے باغ میں ایک کنواں تھا، آپ ﷺ اس کا پانی پیا کرتے تھے، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ کردیا تھا۔ (اخبار مدینہ:۱/۱۰۱)

بئر رومہ: وادیٔ عقیق کے کنارے یہودی کا کنواں تھا، اس کو آپ ﷺ کے حکم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کردیا تھا۔ (اخبار مدینہ:۱/۹۸)

آپ بھی اس رسالہ کی طباعت میں شریک ہوسکتے ہیں

اگر کوئی صاحب اپنے لئے یا اپنے کسی مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے اس رسالہ کو طبع کرانا چاہیں تو رابطہ کریں:

الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم

کے۔ایس۔ہلی، ہسور بنڈے، کنّور پوسٹ

ہنّور باگلور مین روڈ، بنگلور

موبائل نمبر: 9036701512

الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم

کے۔ایس۔ہلی، ہسور بنڈے، کنّور پوسٹ، ہنّور باگلور مین روڈ، بنگلور

تاسیس : ۱۴۰۴ھ - ۱۹۸۴ء

بیادگار : مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شعبہ جات : دینیات، تحفیظ القرآن، عالمیت (تا سال ہفتم) تعلیم نسواں و بالغاں، دار الافتاء و تدریب الافتاء، انگریزی، حساب و کمپیوٹر۔

تعداد طلبہ : ۲۷۵/ طلبہ مع قیام و طعام مقیم ہیں۔

تعداد اساتذہ : ۲۵/ اساتذہ اور ۶/ ملازمین ہیں۔

سالانہ اخراجات : ۲۵/ لاکھ روپئے ہیں۔

اپیل: آپ سے اپیل ہے کہ اپنے بہترین تعاون سے ہمارا ساتھ دیں اور اسلام کے پیغام کو عام کرنے اور اس کے بقا و تحفظ کے اعلیٰ مشن میں ہمارے رفیق کار بن جائیں۔

مصنف کی دیگر تصنیفات

- جواہر شریعت (اول. دوم. سوم)
- نفائس الفقہ (چار جلدوں میں)
- نفحات العبیر فی مہمات التفسیر (عربی)
- حدیث نبوی اور دور حاضر کے فتنے
- التوحید الخالص
- دلیل نماز بہ جواب حدیث نماز
- فیضان معرفت (اول. دوم. سوم)
- رمضان اور جدید مسائل
- ٹیلی ویژن اسلامی نقطۂ نظر سے
- اسلامی اسباق